

U0980

تجلی فی الارض خلیفہ

الحمد لله کہ در زمانہ امن و امان کہ سالہ

جذب کیا ہے

سب سے



جذب کیا ہے

AN JUNG FATA

Original

مولف

۹۳۷

جناب اید عترت حسین صاحب دینی توطن قصبہ بلوچستان

باہتمام محمد عساق پروپرائٹر سادق پریس کنٹرول کالج

صفاق

نظم علوم و فنون کی کتابیں مرانی و لائحہ جات و حویطت ارزاق و کثرت و ہر صوبہ و ملک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اول

مصنف

کرشمہ قدرت خالق کے ہیں عجب عسرت
پنہا دیا ہے ہر اک کے لباس میں سانس

خدا نے قادر و توانا نے ایک لفظ کر کہہ کر اپنی قدرت لازوال کر کرشمہ کما چکا
خاک کی تیلے میں اپنی تھوڑی سی روح پہونک کر تمام ملائکہ کی پیشانیان اس کے سجدہ کو پہونچا
ہوین دنیا آدم کی قیام گاہ بٹرائی گئی۔ نسل آدم نے رفتہ رفتہ ترقی کے زینہ طے کئے
ہدایت خلق کے لئے خدا نے اپنی رحمت و اسعہ کی نشانیوں (انبیاء) کے بھیجنے کا سلسلہ
جاری رکھا تا انیکہ جناب داؤد کا آخری زمانہ قریب آیا۔ حامل وحی الہی حاضر فرما
ہوتے ہیں ایک صحیفہ سرسبز اور ایک انگلشتری جیسر نیکین مریع جڑا ہے اور اس کے چارون
گوشوں پر لکھا ہوا ہے الملک الله السطا الله العظمة الله محمد رسول الله
جناب داؤد کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ فرمان ایزدی پہونچاتے ہیں کہ آئیے فرزندوں
میں جو اس صحیفہ کو بغیر کوئے جوئے پڑے وہی آپکا جانشین ہو۔ جناب داؤد کے انیس فرزند
تھے اجموت یہ خبر شہر ہوئی واللہ جناب سلیمان خدمت جناب داؤد میں حاضر ہوئیں اور
ادب جوڑ کر عرض کی میں مستعدی ہوں کہ حسب وعدہ حضور سلیمان کو خلعت خلافت مرحمت
فرمایا میں جناب داؤد سے فرمایا رب العزت نے ایک صحیفہ سرسبز بھیجا ہے کہ جو اسے بغیر کوئے
جوئے پڑے وہ عقد خلافت ہے، اس موقع پر ہر مصنف مزاج اندازہ لگا سکتا ہے کہ خلافت
کیلئے نہ اجماع کی ضرورت ہو نا شور سے بلکہ حقیقی خلیفہ وہی ہو جسکو خدا منتخب فرمائے
عرض کہ واللہ جناب سلیمان نے عرض کی مجھے خدا سے امید ہے کہ وہ سلیمان کی ناک
پر اپنے علم کا پرتو ڈال کر کھامیاب کر گھایا لکھ کر آپ دولت سرا میں داخل آئیں جناب سلیمان
اسے کھانہ اقدہ بیان کیا اور کہا اسے نور دیدہ راحت جان ماور آج کی شب درگاہ خلائین

تضرع و زاری کرو میں بھی دست و مابند کرتی ہوں کہ مان کی دعا بیٹے کے حق میں تہاج ہوئی ہو۔ الغرض مان بیٹے تمام سب عا میں مصروف رہے۔ بیان تک کہ مقرض سحر سے ڈانٹا شب چاک ہوا۔ نیم سحری نے اپنی اکیلی بیوی بندگان خدا کو بیدار کیا۔ جناب داؤد جہاد پروردگار سے فارغ ہوئے۔ علاوہ جناب سلیمان کے اپنے کل بیٹوں کو طلب کیا۔ تارون کی جبرٹ محباب چرخ میں روپوش ہوئے آفتاب عالم تاب تخت مشرق پر جلوہ افروز ہوا جناب داؤد صاحبزادوں کی طرف مخاطب ہوئے، دیکھو خداوند احسن الخالقین نے یہ صحیفہ بھیجا ہے۔ اسے پڑھو مگر لہو لٹنے کا حکم نہیں۔ سب متفق اللفظ دست بستہ عرض کی اسے پد بزرگوں کو اریکو مگر ہو سکتا ہے کہ بغیر کوئے کوئی اسکو پڑھے۔ ہم لوگ جواب دینے پر قادر نہیں جناب داؤد نے ان لوگوں کو رخصت کیا۔ اور قوم بنی اسرائیل سے میں آدمی جو نہایت زیرک اور فہم و فراست میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے نزد جناب سلیمان بغرض آزمائش علوم روانہ کئے۔ وہ لوگ خدمت جناب سلیمان میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا حضرت آئیے پوزیر گئے نے ہمیں آپ کی خدمت میں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم آپکا امتحان لیں آیا آپ میں قابلیت خلافت ہے یا نہیں۔ جناب سلیمان نے کمال اطمینان فرمایا جو کچھ تعین دریافت کرنا مد نظر ہے بلا تکلف پوچھ لو مجھے امید ہے کہ بہ افضل قانع کون و مکان تمہارے دامنون کو گوہر مقصود سے بہرہ ور ہو گا۔ ان لوگوں نے یہ سوالات پیش لئے

۱۔ ترس کارون کا علم کیا ہے۔

۲۔ عالمون کا ترس کیا ہے

۳۔ صابر و ن کا شکر کیا ہے۔

۴۔ صبر شاکرون کا کیا ہے۔

جناب سلیمان بے بلاتامل زبان معجز بیان سے یہ سوالات حل کئے اور یوں جواب دیا

۱۔ ترس کارون کا علم پیغمبروں کا علم ہے۔

۲۔ ترس عالمون کا صدیقون کا ترس ہے۔

۳۔ شکر صابر و ن کا شکر اولیا ہے۔

۴۔ صبر شاکرون کا صبر و منین ہے۔

ادھر خباب سلیمان کا یہ مسائل حل کرنا تھا اور ہر جمع سے احنت احنت بارک اللہ
کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اسی جمع میں ایک ضعیف بھی ہے جسکے تمام دست و پا میں غشہ
ہے۔ سر کے بال سفید ہو چکے عمر تقریباً ایکڑا۔ پانچ سو سال کی ہوگی۔ اپنے کانٹے اور رتہ
ہوئے ہاتھوں سے عصا بنالہ۔ کھڑا ہوا اور رٹکڑا رہا ہوا کچھ آگے بڑھ کر یوں گویا ہوا
ضعیف۔ اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ نہ ضرر کروں۔

سلیمان۔ تمہیں جو کتنا ہو کموین جواب دینے کیلئے تیار ہوں۔

ضعیف۔ اگر آپ نے جواب دیدے تو بیشک آگوستہ اور خلافت قہور کرونگا۔

سلیمان۔ تو بیان کر اگر فضلہ اشامل حال ہے تو میں تجھے غمگین کرونگا۔

ضعیف۔ وہ کیا ہے جسے چیز کتے میں اور وہ کیا ہے جسے بچہ چیز کتے میں اور اسطرح
کل چیز کی تشریح فرمائیے۔

سلیمان۔ بس یہی سوال ہے یا کچھ اور۔

ضعیف۔ بس یہی قدر۔

سلیمان۔ کیا یہ کوئی شکل سوال ہے ؟

ضعیف۔ بیشک یہ سوال شکل اور اسم میں لیکن غامضانہ اکیلے بہت ہی آسان
ہیں اور اسی اسم کے لئے یہ سوالات پیش کئے گئے ہیں۔

سلیمان۔ اچھا میں اسے سوچ رہا ہوں دیدہ۔ چیز سوچ رہا ہوں۔ کچھ چیز سے مراد منافق

ہے اور تمام چیز پانی ہے وہ جھٹلنا سن الماسٹہ کل مٹی جیٹا

ضعیف۔ بیشک آپ اور خلافت یہ طریق اسم انجام دے سکتے ہیں۔

سلیمان۔ (رسلو اگر علیک السلام

ضعیف۔ (اذا راہ استعجاب) میں نے اسوقت کسی کو آپ پر سلام کرتے ہوئے

نہیں دیکھا آخر آپ نے کس کے سلام کا جواب دیا ہے۔

سلیمان۔ میں نے اسے کیا کہہ دیا

ضعیف۔ میں جانتا ہوں کہ وہ ماہر و شکار کیا مائے میں سخت متعجب ہوں۔

سلیمان۔ اسے چہرہ ایکہ کردہ پیدہ ہوں یہاں۔ ہاتھ اسے مجھ پر سلام کیا

مین نے اسکا جواب دیا۔
 عرض کہ یہ سب لوگ خدمت جناب داؤد مین واپس آئے اور کہا بیشک سلیمان
 خلافت اور نبوت کے سزاوار ہیں اور کہا حقہ اسکی قابلیت رکھتے ہیں ہم لوگوں
 کی نظروں میں سے ایسا عالم و دانا آج تک نہیں گذرا۔ مناسب ہے کہ انہیں
 اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمائیں۔

دوسرا باب

شانِ خلافت

خلافت کا معاملہ بہت نازک ہے۔ حرص و ہوا سے انسان کی آنکھوں پر پردہ
 پڑ جاتا ہے۔ خواہشات نفسانی اُسے اپنا مرید بنا کر الٹی گنگا بہانے لگتی ہے
 حالانکہ خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جسکو خداوند عالم بہ معزز مرتبہ رحمت فرمائے اُس حکیم
 مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا کشتی دین خدا کا محافظ اُسی کو بناتا
 ہے جسین ناخدائی کی قابلیت ہو۔ یہ ممتاز عمدہ ظالمین کو نہیں دیا جاتا جیسا کہ
 خود پروردگار عالم اپنے کلام مقدس میں اپنے خلیل سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے
 لا ینال عہد الظالمین۔ اگر کوئی جامعہ خلافت اپنی حُرقت اور چالاک سے
 اپنے جسم میں ڈال لے تو وہ ہرگز زیب نہ دیگا اور بمنزلہ لیثون کے سب اُسے بُری
 نگاہ سے دیکھیں گے اپنے بھجنوں میں وقت باقی نہ رہے گی یہ مثال اُس پر
 صادق آئے گی۔ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی گیا بول۔ جو کسی کا حق
 غضب کر لیتا ہے اسکو خداوند عالم تنفر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اوپر لعنت
 کرتا ہے۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ بادشاہ اپنا ولیعہد اس طرح کرتا ہے کہ رعایا
 کو خوشی ہو قلمرو میں فتنہ و فساد برپا نہ ہو۔ جناب سلیمان امتحان میں کامیاب ہو چکے
 ہیں۔ اب اتمامِ حجت کے لئے جناب داؤد نے اپنے فرزندوں کو بہ غرض تحقیق علم

سیمان روانہ کیا انہوں نے یہ سوالات دریافت کئے۔
وہ دو چیزیں کیا ہیں جو ہمیشہ استاد رہتی ہیں اور اپنے مقام سے تجاوز نہیں
کرتیں۔ اور وہ دو چیزیں کیا ہیں جو شب و روز روان رہتی ہیں کسی دم کسی
ساعت کسی لمحہ قرار نہیں لیتیں اور وہ چیزیں کون ہیں جو ایک دوسرے سے بھاگتی
ہیں اور وہ دو چیزیں جو آپس میں شریک ہیں اور وہ دو چیزیں جو آپس میں موافقت
نہیں کرتیں کیا ہیں۔ جناب سیمان نے جواب دیا وہ دو شے جو ہمیشہ کھڑی رہتی ہیں
وہ آسمان و زمین ہیں اور وہ جو ایک دوسرے سے بھاگتی ہیں آفتاب و مانتاب
ہیں وہ چیزیں جو روان ہیں شب و روز ہیں اور جو موافقت نہیں رکھتی وہ موت
و زیت ہیں۔ اور جو کہ آپس میں شریک ہیں وہ جسم و روح ہیں۔ یہ جواب دینے کے
بعد جناب سیمان مسکرائے۔ ان کے بھائیوں کو گمان ہوا کہ شاید ہمارے عقل پر
سنستے ہیں۔ آخر وہ سب نہایت برہم ہوئے اور جناب داؤد کی خدمت میں آکر عرض
کیا کہ اگرچہ سیمان ذی عقل اور دانہ ہے لیکن اسکی کمسنی ہرگز اسکی مقتضی نہیں کہ
وہ جائزہ خلاف سے مزین و آراستہ کیا جائے۔ جناب داؤد نے سب دریافت
کیا ان لوگوں نے کہا کہ سیمان نے ہلوگوں کا آداب نہ کیا اور مابین گفتگو ہم پر
ہنس پڑے۔ جناب داؤد نے فوراً ان کو طلب کیا اور وجہ دریافت کی جناب
سیمان نے عرض کی اسے خدا کے برگزیدہ بنی ایک گروہ چیوٹیوں کا میرے
سر پر چار ہاتھ اس میں سے ایک نے کہا ذرا آہستہ چلو ایسا نہ ہو کہ بنی کے سر پر چال
پڑ جائے اس بات پر مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔ پس سننا تھا کہ جناب داؤد نے
فرط خوشی میں سیمان کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور مناد بھاگو حکم دیا کہ قوم بنی اسرائیل
کو آگاہ کر دو کہ وقت رحلت داؤد قریب آگیا وہ اپنا جانشین مقہور کرین گے۔ منادی نے
ندا کی۔ لوگ جو حق جو حق دولت سراہے جناب داؤد پر آئے لگے تھوڑی دیر میں
ایک کثیر جمع ہو گیا۔ حکم جناب داؤد ایک بلند مہر رکھا گیا آپ نے جناب سیمان
نے فرمایا اسے پارہ ہلکے اپنے وجود سے اسے نہایت دو جناب سیمان مہر پر
جلوہ افروز ہوئے اسوقت جناب داؤد نے فرمایا اسے سیمان غلامِ یعقوب ہے

میرے پاس صحیفہ بھیجا ہے اور اس میں کچھ مسائل لکھے ہیں تم ان کا جواب دو تو میں بہین انگلشتری دوں اور اپنا جانشین مقرر کروں۔ جناب سلیمان نے عرض کی بیشک اگر اسطاف ایزدی اور صر خداوندی کا پر تو میری شمع عقل پر پڑا تو ان سئلون کا جواب سب پر روشن گردون گا۔ جناب داؤد نے فرمایا پہلے میرے چند سوالوں کا جواب دو اس کے بعد صحیفہ کا مسئلہ حل کرو عقل۔ باطل۔ گذر گاہ جان۔ رنج۔ فرزند۔ کب۔ شرم۔ غصہ۔ ان سب کے مقامات کمان ہیں۔ جناب سلیمان نے فی الفور جواب دیا عقل کی سکونت و ماخ میں ہے۔ اور باطل کی جگہ کان ہے اور رستہ جان کا خاک ہے۔ شرم کی قیام گاہ آنکھ ہے اور فرزند کی جگہ پشت ہے۔ کب کی جگہ ہاتھ میں ہے۔ رنج کی پاؤں میں اور مقام غصہ کا جگہ ہے۔ یہ سب جناب داؤد بہت خوش ہوئے اور کہا اے نور چشم اب ان سئلون کو بیان کر کے ان کا جواب دو جو صحیفہ میں مندرج ہیں۔ جناب سلیمان نے کہا اُس صحیفہ معظم میں مرقوم ہے کہ ایشاء عالم میں کمتر کون شے ہے اور سب سے زیادہ تلخ کیا چیز ہے کون شے سب سے بڑی ہے کون شے سب سے دور ہے کیا چیز سب سے نزدیک ہے۔ و لا آرام سب سے زیادہ کون شے ہے۔

اب اس کا جواب ہی بیان کرتا ہوں۔ کمتر چیز انسان کا یقین ہے اور زیادہ شے آدمیوں کا شک ہے۔ تلخ سب چیزوں میں فقری ہے بدتر تمام اشیاء میں کفر ہے، و لا آرام سب سے زیادہ جسم ہے جس میں جان رہتی ہے نزدیک کل چیزوں سے عالم بقا ہے اور دور ربیبہ و نیائے قانی ہے، بعد ازان وہ صحیفہ مبارکہ کو لا گیا دیکھا کہ اُس میں وہی تحریر ہے جو جناب سلیمان کی زبان اقدس سے حاضرین سنیں چکے تھے۔ اب جناب داؤد نے فرمایا کہ یہ ایماے پروردگار عالم میں سلیمان کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کرتا ہوں۔ اسے حاضرین جلسہ انکی اطاعت منظور کر دیے جس کے تمام قوم بھی اسرائیلی نے سر تسلیم خم کیا بسو چشم اطاعت قبول کی۔ جناب داؤد نے انگلشتری اور صحیفہ جناب سلیمان دیا

اور فرمایا خدا تم کو نبوت مبارک کرے۔ یہ لکھ کر آپ مجلس سے اٹھے سر پر وہ حرم میں داخل ہی ہوا چاہتے تھے کہ ملکہ الموت نے یہ پیغام دیا کہ خداوند عالم آپ کا تاق ہے یہ مژدہ شکر روح اقدس مسرت سے ہڑک کر جسم مبارک سے نکل گئی اور باغ بہشت کی سیر میں مشغول ہوئی۔ صلوات اللہ وسلام علیہ

جو ہر عقل کو کام میں لایا اسے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ خلافت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ خداوند عالم منتخب فرمائے۔ اسکے لئے اجماع یا اہل اور وٹ انٹ ہے جناب سلیمان کو خدا نے خلافت کے لئے منتخب فرمایا اور اپنا علم دیا کہ جس سے انہوں نے صحیفہ کار از آشکار کر دیا۔ اب خلافت جناب امیر المومنین علیہ السلام کو ملاحظہ فرمائے۔ کس طرح خداوند عالم انتخاب کرتا ہے اور اپنے پیارے رسول کو تائید فرماتا ہے کہ علی کو اپنا جانشین مقرر کر دو۔

فخر موجودات جناب سرور کائنات حج آخری سے واپس آرہے ہیں اُس صحرائے آب و گیاہ کی قیمتی ہوئی زمین پر گذر ہوتا ہے جسے خدا سر رحم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حامل وحی الہی یہ پیغام لیکر حاضر خدمت ہوئے تھے ہیں یا ایہا الرسول بلیغ ما انزل الیک من ربک دن لہ یفعل فمالیخت رسالتہ یعصمک من الناس۔ اے رسول حکم الہی کو پہنچا دو اگر نہ پہنچایا تو گویا تم نے کار رسالت کو انجام نہ دیا۔ اور شر مردم سے خدا تمہیں محفوظ رکھتی والا ہے۔

یہ حکم باری شکر آپ وہیں رک جاتے ہیں اور بارگاہ بنوی سے یہ حکم نافذ ہوتا ہے کہ تمام ہر اہی اس مقام پر جمع ہوں۔ جو لوگ آگے بڑھ گئے ہوں بلائے جائیں جو ہنوز پیچھے ہوں اُن کا انتظار کیا جائے مجھے حکم خدا پہنچانا ہی تبلیغ حکم باری میں اب تامل ممکن نہیں حکم ہوتا ہی ہوگا جمع آؤں گا اٹھارہ ہزار کی تعداد سے سنان جنگل آباد ہوا۔ پانچ سو شتر کا مجمع تیار کیا گیا جو پائے اقدس رسول سے سب بڑھ کر بجایا عرش پر گیا کہ خضعتیہ دوسرا کے فرق اقدس پہنچا سنے تاج زرین ابر رحمت سایہ افکن سپہ درختان محراب عالی ہو کر

جہوم رہے ہیں رحمۃ اللعالمین کا خیر مقدم سنا رہے ہیں۔ ڈالیان قدمبوس
 ہونے کے لئے بار بار جھک رہی ہیں، گل شگفتہ ہیں، کلیان مسکرا رہی ہیں یہ غارت
 بیابان غیرت گلزار ہو گیا نعرہ بکیر اقصائے عالم سے بلند ہو کر قدیوں کے گوش
 حق نبوش تک پہنچ رہا ہے سردار و جہان کا مہر پر متکثر ہونا ملائکہ مقربین بزم
 تنہیت آنا عجیب منظر تھا فرشتوں کی کثرت سے وہ زمین نمونہ آسمان بن گئی۔ اب
 زبان وحی ترجمان پر کچھ قیمتی اور انمول الفاظ آ رہے ہیں دست اولیٰ بکم
 من انفسکم کیا تم اپنے نفسوں پر مجھے فوقیت اور ترجیح دیتے ہو۔ قالو بلی
 سب عرض کرتے ہیں بیشک یا رسول اللہ۔ آپ اولیٰ اور امیر ہیں۔ اب
 دست ہائے اقدس رسول میں بازو سے علی ہیں۔ ہاتھ اسقدر اونچے ہیں کہ
 سفیدی زیر بغل اقدس صاف نمایاں ہے رسول کی زبان مطہر سے نکلے
 ہوئے الفاظ کا لڑن کے ذریعہ سے دلیں پہنچتے ہیں اور مساجد ایمان کے
 لوح دل پر نقش ہوتے جاتے ہیں من کنت مولاً ذہنا اعلیٰ مولاً کا
 جس کا اب تک میں حوالہ آج سے یہ علی ہی اسکا مول و سردار ہے اس
 ارشاد سے یہ راز بھی کھل گیا کہ جس کا میں سردار تھا یعنی جن لوگوں نے
 مجھے رسول مانا وہ علی کی امامت کے ہی قابل ہوں گے کیونکہ امامت جزو
 ایمان ہے اور بعد خدا اور رسول امام کی اطاعت واجب ہے لیکن وہ
 دنیا کے بندے، جنکو آج تک میری نبوت و رسالت میں شک رہا ان
 لوگوں کا علی کو سردار اور مولہ تصور کرنا قابلِ اطمینان نہیں گو وہ
 آج نہ بدلتے اور اگر بدلیں اور انہوں کی قیادت سے کچھ بعید نہیں کہ
 کل کو خود ہی خلافت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد سبب خدا سے
 فرماتے ہیں۔ اللہ و آل من والا و عا د من عا دہ
 خدا و خدا جو اسکو دوست رکھے تو ہی اوستہ و راستہ راستہ اور جو
 اس سے دشمن رکھے اسے قہر و دشمنی رکھے اس سے موقعہ میں یہ
 مذکور ہوں گا کہ رسول مقبول کی دعا خیر و قبول ہوئی اور من سے دعا

من خدا جوئے اور ان کا تمنا بجز جہنم کے کین نہیں ہے۔
 الغرض علی پہلہ مخلوق کے مولا و آقا قرار پا گئے۔ ہر امت سے
 علی کرب یا علی کی آوازیں آرہی ہیں مسرت کے شادیاں بچ رہے
 تھے۔ دوست و دشمن بہ ظاہر بھی شاد ہیں اس موقع پر پروردگار عالم نے جو
 شجرہ کی نذر بھیجی ہے قابل ذکر ہے الیوم اکملت لکم دینکم و ما
 بکم نقصتہ و رضیت لکم الاسلام دینا آج ہم نے دین کو کامل کیا اور
 ناسلام سے میں راضی ہوا۔ اپنی نعمتوں کو ختم کیا۔ یہ آیہ خلافت امیر المؤمنین
 ولایت کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی کی خلافت نبی خاتم
 یونین میں یہ قدرت و طاقت ہرگز نہیں کہ وہ امام بنا سکیں۔ لیکن قیامت
 کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے بھی لوگ حقیقت پر پردہ ڈالتے ہیں
 بقیہ کی اجماع کا طویل افسانہ سناتے رہتے ہیں۔ کیا یہی انصاف ہے کہ
 قلیلیہ غلیہ اول بقور کیا جائے اور خدا کے منتخب کئے ہوئے خلیفہ کو
 نے زمین پر جگہ ملے۔ اگر پلو میں دل اور دل میں ایمان کی شمع روشن ہو
 بلکہ اس تاریک راستہ کو ترک کر کے صراطِ مستقیم پر آجائیں ورنہ
 ت قریب ہے پیش خدا کوئی جواب کار آمد نہ ہو گا اور بجز سزا و عذاب
 سے چارہ نہ ہو گا۔ پھر افسوس کرنا بھی بیکار ہو گا۔ وقت بے باقی ہے
 مصادق آسمانی۔

اب بچائے کیا ہوت جب چوہان چک گئیں کہت

باقل پر فرض ہے کہ اپنا انجام بہ غیر ہونے کی تدبیر سوچ لے۔



خدا وہ لکھتے ہیں پہ لکھنے نہیں دیتا ہے قریب
ماجرایہ بھی کم از قصہ قرطاس نہیں

دنیا اور ناپائیدار دنیا کا انجام ہی فنا ہے۔ ہر وقت ہر ساعت ہر لمحہ موت کا گمراہ جنبش کرتا رہتا ہے دنیا کے ہر ذرہ سے کل من علیہا فان کی دل بلا دینے والی آواز شب و روز آتی رہتی ہے۔ ہر ذبیحیات کو موت خالق چکنا چٹ سے گا۔ تجربہ بھی اسکا شاہد ہے اور عقل بھی تسلیم کرتی ہے۔ دنیا اور دنیا پر دینا ایک جہت کا نمونہ ہے۔ بحر عالم میں انسان ایک حباب ہے۔ چکا لاندھی نتیجہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ دنیا کسی کی دائمی قیام گاہ نہیں چنانچہ کسی سے خوب کہا ہے

جب احمد مرسل نہ رہے کون رہیگا

اس وقت ہم اس برگزیدہ پیغمبر کو بستر بیماری پر دیکھ رہے ہیں۔ جناب اب علیہ السلام کو اپنا جانشین بنا چکے۔ انکی اطاعت اہل عالم پر فرض کر دی۔ آیہ قل لا امشکم علیہ اجر االی لمودع فی القربی خدا نے نازل کیا رسول است کے کا لون تک پہنچا چکے تمام حجت کیلئے آخری وقت میں یہ عرب میں قرادی اتی تارک فیکم انقلین کتاب اللہ اہلبیتی مانات حکمہ محمد بن تملو بعدی انعمان یفند فی یود اہلی الخوض دنیا اس منقریب مجھے دنیا خالی ہو جائیگی لیکن تمہارے درمیان دو گراں قدر ہیں جوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے اپنے عزت جہت ان دونوں کے واسطوں سے شک رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوئے اور یہ دونوں

میرے پاس حوض کوثر پر پونچھیں گے۔
 یہ حدیث بن الفریقین ہے، رسول تو کتاب خدا اور قدرت دو دونوں سے
 ہم تک رہنے کا حکم صادر فرماتے ہیں اگر ان میں سے کسی کا دامن چومنا تو وہ یقیناً
 گمراہ ہو جائے گا لیکن آگے چلکر معلوم ہو گا کہ قول رسول کی کیا وقعت کی گئی۔
 اب خدا کا پیارا رسول بستر ہماری پر آخری کر وٹیں لے رہا ہے صغف کا یہ عالم
 ہے کہ چشم مبارک بند ہے لیکن قوائے ذہنیہ میں فرق بتلانے والے یقیناً دشمن اسلام
 ہیں۔ رسول کی نسبت نسیان یا ہذیان کا گمان کرنا منع فرمایا ہے نتیجہ ہے اسی
 صاحب ما یطق عن العوی ان ھو الا وحی یوحی کی زبان پر یہ الفاظ
 جاری ہیں۔ لاؤ لاؤ قرطاس و قلم لاؤ میں تمہیں ایک نوشتہ لکھ دوں تاکہ تم
 اس پر عمل کرو اور تاقیامت گمراہ نہ ہو۔ گو یہ کلام کسی خاص سے مخاطب ہو کر
 نہیں کیا جاتا بلکہ ایک مجمع سے خطاب ہے۔ لیکن ایک بے ادب شخص نہایت
 جیبا کی سے کہہ اٹھتا ہے حسب کتاب اللہ الرجل لیجھوہین مرن خدا کی
 کتاب کافی ہے کسی تحریر یا نوشتہ کی ضرورت نہیں یہ شخص حالت بمباری میں
 (معاذ اللہ) ہذیان بکاتا ہے۔

آہ کیا سخت کلمہ ہے جو محبوب الہی کے دل پر نشتر کا کام کرتا ہے قلب مبارک ان
 گستاخانہ کلام سے دکھ اٹھتا ہے۔ افراد غیظ سے چہرہ الودہ سرخ ہو جاتا ہے عین
 مبارک پر سینہ کے قطرے نایاب ہوتے ہیں اور زبان پر یہ الفاظ آتے ہیں۔
 قوموا عنی لا ینفعی عندی التنازع اٹھ جاؤ میرے پاس سے میرے سامنے
 تنازع جائز نہیں۔ اللہ اکبر رسول کے قوت ذہنیہ کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ حالت
 غشی میں ایسا مبلغ کلام کسی کی زبان سے نہیں نکل سکتا ایک مختصر جملے میں اپنے
 مراتب کا اظہار کر دیا اور بتلا دیا کہ ہدایت امت کے لئے کچھ تحریر کرتا تھا تاکہ
 مرا ط مستقیم سے قدم نہ ڈگنے پائین لیکن خیر اگر تم نہیں مانتے تو جاؤ ضلالت
 کے چاہ عمیق میں غوطہ لگاؤ۔

نواب تحریر و وصیت کے روکنے کا راز بھی کھلا جاتا ہے۔ آہ ادھر سردارِ دوعالم

کا دم نکلا اور خلافت کے لئے چمکیا ہوا ہونے لگیں۔ رسول کا کفن ملا ہونے کا کیا ذکر ابھی کفن ہی میں ہوا۔ شہنشاہ دین و دنیا کے جنازے کو چھوڑ کر امین حرص و ہوا، دنیا پر جان دینے والے، عقلی کے خیالات سے بے خبر، سلطنت کی تمنائیں مرٹنے والے دوسری تدبیر میں ہم تن مصروف ہو گئے۔ سیفہ بنی ساعدہ میں قیام شورہ باطل کی رائے قائم ہو گئی، یحییٰ بن کلب یا علیؑ کی آواز دینے والی آج خلافت کے مستحق نظر آتے ہیں۔ اللہ کے انقلاب زمانہ۔

ناظرین آئے توڑی تکلیف گزارہ فرمائے غدیر خم کا میدان اور جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کی کیفیت، تو ضرور یاد ہوگی۔ ابھی توڑا ہی زمانہ گزرا ہے کہ بہ حکم خدا حضرت علیؑ تمام عالم کے مولا و سردار قرار پائے ہیں آج ذرا سیفہ کی گڑبڑ بھالا اور پنجابی خلیفہ کے انعقاد کا بھی نفرت کی نگاہوں سے نگارہ کر لیجئے۔ تضحیح اوقات تو ضرور ہے لیکن دیکھ لیجئے کہ یہ کیسی یادگار رہے گی۔ وہ دیکھو کچھ مقدس حضرات جنکی لمبی لمبی وارڈ ہیان ہوا کے تہیہ و تدبیر سے ہل رہی ہیں حرص و ہوس کے گرما گرم پلاؤ کا کہ سیفہ میں معرفت کا جال پھیلائے جا رہے ہیں۔

ہاں یہی تو وہ مقام ہے جسے سیفہ کہتے ہیں یہاں تو ایک خاصہ مجمع نظر آتا ہے، وہ دیکھو کوئی شخص کپڑے میں پٹا ہوا دکھائی دیتا ہے، یا خلافت کی خوشی اور تمنائیں شادی مرگ ہو گئے۔ دریافت کرنا چاہیے اچھا ذرا آگے بڑھ چلو وہ ایک صاحب دریافت حال فرماتے ہیں۔

عمر۔ یہ کون حضرت ہیں؟

عوسم۔ یہ سعد بن عبادہ ہیں

عمر۔ اس شان سے بیٹھنا کیا معنی رکھتا ہے؟

عوسم۔ بوجہ مرض ضعف و ناتوازی کا غلبہ ہے۔

خطیب۔ بیشک لایق حمد و ثنا ذات پروردگار ہے۔ جکا کوئی مثل و نظیر نہیں، ہم انصار خدا ہیں اور اسے گردہ جہا جہا آگاہ ہو کہ رسول نے

رحلت کی اب امر خلافت کے لئے کسی کو تفویض کرنا چاہیے مہاجر و انصار میں آپس میں رائے قائم کر لی جائے۔

ابوبکر۔ اہل عرب اُس وقت اطاعت قبول کریں گے جب قریش میں سے کوئی خلیفہ ہوگا۔ میں خلافت کے لئے دو شخصوں کو تجویز کرتا ہوں۔ ان میں جسے چاہو انتخاب کر لو۔

سعد۔ اچھا بیان کر دو وہ دونوں کون ہیں؟

ابوبکر۔ اول عمر دوم ابوعبیدہ جراح۔
عمر۔ مجھے آپ کی گفتگو پسند ہے میں اسکی تائید کے لئے بسر و چشم تیار ہوں۔
لیکن مجھے ان لوگوں پر امیر ہونا ہرگز گوارہ نہیں جن میں ابوبکر سا جہان دیدہ بزرگ سن رسیدہ موجود ہو۔

جہاد بن منذر۔ سنو بایٹوں مشکل کی گرہ ہار ہا میں نے اپنے ناخن تدبیر سے کھولی ہے میری رائے یہ ہے کہ امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے راوی۔ ہاں پنجائتی خلافت میں مشکل ہی کیا ہے، دو کی کیا حقیقت ہے دوسو خلیفہ بناؤ۔

اب کیا کہنا ہے، آپس میں بحث چمڑ گئی۔ تو تو میں میں اور ہاتھ پائی کی نوبت آ گئی۔ عمر صاحب نے ابوبکر کو اشارہ کیا انہوں نے جھٹ اپنا دست ہو س کشادہ کیا پہلے عمر نے بیعت کی بعد ازاں کچھ اور لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارا یہ شان ہے پنجائتی خلیفہ کی۔
اب یہ لوگ تلوار میں کیچکر گشت کرنے لگے بزور شمشیر بیعت کرنے والوں کی تعداد بڑھ پائی گئی۔

پھر کیا تھا خلافت کی کشتی حرم و ہوا کے دریا میں چلنے لگی یا یوں سمجھئے کہ خلافت کی موٹر گاڑی حرم کے انجن سے اپنی تیزیاں دکھانے لگی۔

کیون نہو ماشاء اللہ ڈرائیور بھی جہان دیدہ ہے،

افسوس حقیقی خلیفہ رسولؐ کو خلافت سے محروم کیا گیا معصومہ عالم
جناب فاطمہ زہراؑ صلوات اللہ علیہا جنکی نسبت رسولؐ نے فاطمہ بلفض
منی ارشاد فرمایا۔

آہ اُسی فاطمہ کو کیا کیا ایذا ین دی گئیں،
شکم مبارک پر دروازہ گرایا گیا جس کے صدمے سے محسن کی
شہادت ہوئی۔

اللہ رسولؐ کی پارہ جگر دعویٰ کرے مگر کچھ خیال نہ کیا جائے
حسینؑ اور اُم ایمن کی گواہی مسترد اور ناقابل اعتبار تصور کی جائے
اور جناب فاطمہ کو باغ فدک سے محروم رکھا جائے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم



خاتم الطبع

الحمد للہ کہ یہ کتاب مسمیٰ برسالہ نقش ایما فی ماہ صفر المنظر ۱۳۶۴ھ

مطابق ماہ۔ اگست ۱۹۷۲ء باہتمام خاکار خادم المؤمنین

صادق محمد صادق پر و پر ائمہ صادق پر پس لکھنؤ

احاطہ کمال جمال رکاب کنج ین چھپر

شائع ہوئی۔ جلد علوم و فنون کی

کتابوں کے ملنے کا پتہ محمد کمال

کاتب الحروف
منجھ صادق بک انجینی لکھنؤ ایس آئی۔ آر ٹی ہوری

احاطہ کمال جمال

رکاب کنج

مختصر فہرست کتب صادق بک ایجنسی لکھنؤ احاطہ کمال

تحفۃ العوام جدید سندھی مصدقہ جناب قدوة العلماء مولوی الیہ
آقا حسن صاحب قبلہ معہ اشعارہ سجادیہ ہدیہ ایکروپیج آٹھ آنہ ۵۰
مترجم شیعہ بخسورہ معہ دیگر اوراد جناسدہ مجلد ۵۰۰۰۰
وعاء مثلث مترجم مصدقہ شمس العلماء مولوی الیہ ناصر حسین صاحب قلم
نور کتابی معہ دیگر اوراد اور عاء لورچلی اور عاء کون
وعاء لور در حلقہ سورہ جن اور عاء در بحر اور عاء وسعت زرق
جوشن کبر و صغیر اور ام الصبیان اور ناد علی کبیر اور علی بند اور
باز و بند جناب امیر اور تہفت ہیکل اور حرز ابود جانہ اور
سلمان محمدی سوانح حضرت سلمان فارسی مصنف جناب الیہ شاکت علی خاں
صاحب دام ظلکم العالی رئیس قصبہ بلور ضلع بستی قیمت فی جلد صرف ۴
برایہن غم جناب تغش مرثوم کے چیدہ و لاجواب مرانی کا مجموعہ معہ دیگر
رباعیات و سلام و سوانح عمری مصنف قیمت صرف ۴
صادق جنتی امین علاوہ جنتی کے نظم دلکش و مضامین دلچسپ و نغمہ جات
بحر ب و تار پناے سعد و خس و وفات و پیدائش معصومین و نقوش و قوت دیدن مانہ
و نقشہ بر آوردخواہ و تعطیلات دیوانی و کلکٹری و احکام نور و سائرہ قیمتی ۱۰
مثنوی طلسم الفت مصنف جناب آفتاب الدولہ اسد جنگ المتخلص بہ قلع
یہ مثنوی بے مثل و لاجواب لائق دید ہے یہ عرصہ سے کیا ہو گئی تھی اب پھر
چمک تیار ہو گئی شائقین جلد خرید فرماوین ورنہ افسوس رہے گا کیونکہ نقد و طبع بہت کم ہی
قیمت صرف ۱۲ علاوہ معمول ڈاک
دام الاشاعت بلور حضرت مومنین کی واسطے ایک دار لاشاعت قائم کیا گیا جو
حضرات ائمہ طاہرین کے متعلق واقعات جمع کر کے شائع کرنا اور اعتراضات مخالفین کرنا
چند سالانہ سکرٹری عترت حسین صاحب عترت
جلد فرمائشیں بنام محمد کاظم آزاد پتہ صادق بک ایجنسی چوک کھنواں لکھنؤ

اور تفسیر کر میں یہ ہے ”ومن المنہن من عی لہا انہ لہ یکن من اوائل المنہرین“
یعنی منہل بھاگنے والوں کے جہاں سے حضرت عمرؓ بھی تھے مگر یہ کہ وہ سبے پہلے نہیں بھاگے تھے۔

اور صحیح بخاری کی جلد دوم چھاپہ بمبئی صفحہ ۱۱۷ میں یہ مقام جنگ خنین لکھا ہے۔ ”وانہم من
المسلمون وانہم مت معہم فاذا البعرب المخطاب فی الناس فقلت لہ ما شان الناس
قال امر اللہ“ یعنی قتادہ سے منقول ہے کہ مسلمان لوگ بھاگے اور تین بھی بھاگا تبس کیا دیکھتا
ہو کہ اوں بھاگنے والوں میں من عربین المخطاب بھی موجود ہیں یہ کہا یہ کیا حال ہوا ہلوں کا کہ جناب
رسول خداؐ کو کفار میں پھیر کر بھاگے عمرؓ نے جواب دیا کہ جو خدا کو منظور تھا وہ ہوا۔

اور حضرت عثمان صاحب کا بھائی احد سے تویہ حج تمام بخاری کے صفحہ ۲۳۲ میں موجود ہے کہ
ابن عمرؓ سے ایک شخص نے پوچھا وہ اہل تلعوان عثمان فریو احد قال نعم، یعنی آیا
تم جانتے ہو کہ عثمان بھاگے تھے جنگ احد میں؟ ابن عمرؓ نے کہا کہ ہاں۔ اور پھر صحیح بخاری
کے صفحہ ۱۰۷ میں مرقوم ہے کہ دو برادر ابن عازب سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا تم سب جنگ
حنین میں جناب رسول خداؐ کو تمہا پھیر کر بھاگ گئے تھے؟ اس نے کہا کیا ہوا تھا جو بھاگے لیکن جناب
رسول خداؐ نہیں بھاگے۔

اور تاریخ الخیسرہ کوثر میں مرقوم ہے ”لہ یدق معہ علیہ السلام الا الربیع ثلثۃ
من بنی ہاشم علی والعباس وابوسفیان برالحارث وواحد من غیرہم
وہو عبد اللہ ابن مسعود“ یعنی سب لوگ بھاگ گئے غیر خیرام کے پاس سے فقط جابرؓ
رہ گئے تھے تین شخص بنی ہاشم سے علی و عباس اور ابوسفیان بن حارث جو آنحضرتؐ کے بھوپڑی
بھائی تھے۔ اور ایک غیر بنی ہاشم سے یعنی عبد اللہ بن مسعود۔ اور یہ روایت ابوہریرہؓ
اور فتح الباری میں بھی ہے۔

اور روضۃ الصفا چھاپہ بمبئی کی جلد دوم صفحہ ۹۱ میں لکھا ہے کہ دوران روز ہولناک
یعنی روز جنگ احد۔ خالد بن ولید از کمین گاہ بیرون آمدہ نزدیک لشکر اسلام صحابہ گرو

حضرت نبویؐ تئذ باگ بر مشرکان زد کہ گیرید این شخص را کہ طالب اوید کفار بایر و نیزہ و شمشیر
 اہلک جنگ کردند اصحاب ہو بگریز نہادند و در خدمت آنسر و بنبر از امیر المؤمنین علیؑ و ابو بکر
 و سہیل ابن صہیف و دیگرے نماند و ملک غشی بر آنحضرتؐ طاری شدہ چون اندک افاقے رونمود
 از علیؑ پرسید مردم چه کردند گفت نصف عہد بخودہ فرار کردند حضرتؐ فرمود ہم جمیع کہ قصد من دارند
 کفایت کن۔ استاذ اللہ تیغ کشیدہ و رؤسے بر مخالفان نہادہ ایشان را منہزم ساخت و بخدمت رسید
 رسولؐ و ہادی سہل معاودت نمودہ دید کہ جمیع دیگر ہتھ آنحضرتؐ دارند آنفرق کردہ ایشان نیز ہوا
 بگریز نہادند و در آن زمان کہ حضرتؐ امیرؑ با کفار مبارزت می نمودند ابو جہانہ و سہیل بر بالائے
 سر آنسر و ایستادہ بودند و آنحضرتؐ را حفاظت می نمودند، و در بعضی روایات آمدہ کہ تیرہ
 بن اسید بن وہب از عبد اللہ ابن مسعود پرسید کہ چنان شنیدہ ام کہ در روز احد بغیر از علیؑ و ابو بکر
 و سہیل بن صہیف کسی نزد پیغمبرؐ نماند بود و بعد از ساحتے قاسم بن ثابت و طلحہ بن ثابت آمدہ و در خدمت
 خیر البشرؐ نشستند ابن خبر بیان واقع است گفت بلے۔ پرسیدم کہ ابو بکر و عمرؓ گجا بودند گفت ایشان
 نیز بگوشہ فتنہ بودند و در روز سوم از جنگ بخدمت آنسر و فرار شدند حضرتؐ رسولؐ فرمودند
 بدو سیکہ درین واقعہ بوجہین رفتہ آید۔ و در بعضی از اخبار آمدہ کہ عثمان بن عفانؓ بادو کس از
 جنگاہ بہرہ و رفتہ راہ گم کردند و بوجہین رسیدہ ہمداد سہ روز بخدمت رسالت پناہی آمدند۔
 حضرتؐ فرمودند دو ہتھ دھبتہ فیہما فیضتہ،

عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں ہے "وقيل انه عليه السلام سب الذين اغتروا
 يوم احد وكان فيهم عثمان بن عفان۔ فنزلت هذه الآية فكلف عنهم، يعني اؤركم
 کیا حقیقت کہ جناب رسولؐ خدا مے جو لوگ جنگ احد میں بھاگے تھے اوں سب پر کیا ہے اور ان
 میں عثمان بھی تھے"

ابو قتال الدین نے روایتہ الامام ابی بن اور شیخ عبدالحی محدثؒ و ہوسی نے تاریخ النبوة میں ام
 مامعین نے تاریخ النبوة میں لکھا ہے جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب روز جنگ احد سب مسلمان

بھاگ گئے اور جناب رسول اللہ کو تنہا چھوڑ دیا تو حضرت مکہ کو قصد آیا دیکھا کہ جناب امیر ہبلہ میں کھڑے
ہیں۔ فرمایا اے علی تم بھی ان لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں چلے گئے جناب ابیہر نے جواب دیا "یا رسول اللہ
لا کفر بعد الايمان ان لی بک اسوة" کیا بعد ایمان کے کفر اختیار کرنا میں تو آپ کا پیرو
ہوں۔

منموقت پس سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت علیؑ کے نزدیک لڑائی سے بھاگنے والا کفر کے درجہ
پر پہنچ جاتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف مطبوعہ دہلی کے نسخہ ۹ میں بمقام علامات نفاق لکھا ہے "والتولی يوم النحر" حضرت
یعنی لڑائی سے بھاگنا علامت نفاق کی ہے۔ پس ثلثہ بدیرتہ مصداق سورہ منافقین کو چھوڑ۔
(۸) ترمذی اور عاکم سے خان بہادر احمد حسین حنفی الذہب عمدۃ المناقب میں لکھتے ہیں کہ وہ میرزا
رسول اللہ کے تحقیق خدا سے یک ماحکم کر دیجئے چار کسان و خبر دو کہ اول علی از ایشان محبت دار و۔ پیرتہ
شد کہ یا رسول اللہ آسنا کیستند؟ فرمود علی از ایشان است۔ و ابوذر و مقداد و سلمان رضی اللہ عنہم
(۹) تاریخ النبوة جلد دوم صفحہ ۵۰ روایت است از زہری کہ فرمود آنحضرت م عبد اللہ بن ربیعہ
را کہ بیرون آید و بگوید ہم ملاکہ نماز گذارید۔ پس بیرون آمد عبد اللہ بن ربیعہ و ملاقات کرد عین الخطاب
را و گفت باوے بگذار نماز باہر دم پس گذار و عمرنا ذرا باہر دم۔ و بود و رضی اللہ عنہ مجیر بصوت پس شنید
آنحضرت م آواز عمر را و فرمود آیا هست این آغاز عمر؟ گفتند بے یا رسول اللہ۔ فرمود ادا دار و خدا و مومنان۔

۱۰ یہ قول جناب امیر علیہ السلام شاید اس آیت قرآن سے ماخوذ ہے "انما المؤمنون للان بن امنوا باللہ
ورسلہ و اذا کافوا معہم علی امر جامع لہم ین ہوا حتی یستافوا" ۱۰ آجہ سورہ نور
یعنی مومن نہیں مگر وہ کہ ایمان لائے اللہ و رسول پر اسکے اور جب جو ساتھ اسکے کسی امر جامع پر
جائیں جب تک اجازت نہ دے انکو رسول، دامر جامع کی تشریح میں صاحب خلاصۃ التفاسیر نے صفحہ ۳۴۱ میں یہ
لکھا ہے "امر جامع میں سے یا جماعت یا جمیع یا جماعہ اور یا کما جمیع یا جمیع کی تفسیر۔ پانچویں یا جماعہ یا جماعہ" ۱۰

حدود و راءے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
عقد تحقیق حسب روایات مندرجہ ذیل ناخوشی و بیزاری آنحضرت ص کی غلط فہمی سے ثابت
ہوئی ہے۔

۱) حمزہ القاری شیخ صحیح بخاری میں سبب نزول آیت "لن یس لک من الاصر شیء" میں
لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ ص نے بہاد میں تھکے والوں پر سب کیا ہے، (از تحفہ الاشعریہ مقصود)
اور نیز اسی کتاب میں ہے: "انہ علیہ السلام مرعوب الذین انھن صوا یوم احد و فیہ ص
عثمان بن عفان، بنی تہ تمکد اب رسول اللہ ص نے جو لوگ احد میں بھاگے تھے ان پر سب کیا یعنی برا کہا
اور ان میں عثمان بھی تھے۔"

یعنی شیخ اوس حدیث بخاری کے کہ جناب رسول اللہ ص کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع
سے جب سر اٹھاتے تھے تو کہتے تھے: "اللھ ص لعن فلا نا و فلا نا و فلا نا"، لکھتے ہیں کہ یہ سن ان
لوگوں کے حق میں ہے جو اصحاب کے باگ احد میں جنگ تھکے رسول اللہ ص کو بھڑکے۔

۲) مشکوٰۃ کتاب الاستقام صفحہ ۲۴ میں ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کے ایک نسخہ تورات کا لیکر آ کر کہا کہ
یا رسول اللہ یہ نسخہ جو تورت کا۔ تو آپ خاموش رہے اور غصہ او کو پھٹنا شروع کیا۔ چہرہ ہلکا
تغیر ہوتا جاتا تھا رسول اللہ ص کا کہ بوی بولے کاش کہ تو مرنے والا اور تیری ماں روزی کو بیٹھی تھکے۔ عمرؓ نے طرف
چہرہ رسول ص کے دیکھ کر کہا کہ تین پناہ مانگتا ہوں غضب الہی سے اور رسول ص کے غضب سے۔ اور اضافی ہوا
میں خدا سے اور اسلام و دین اور نبوت محمد ص سے۔ پس فرمایا نبی ص نے کہ قسم تجھ اگر موسیٰ ہوتے تو وہ میری
اطاعت کرتے اور تم مجھ جیسا کہ تم نے اپنی انتہا کر کے۔ (از مجمع البحرین صفحہ ۳۷۸)

ایک اور روایت بھی ہے حضرت عمرؓ کے وہ فرماتے ہیں وہ لکھتے ہیں ایک کتاب بل کتاب سے
آدرا یا میں پیغمبر اللہ ص کے پاس۔ پیغمبر نے پوچھا یہ کیا ہے یہ حضرت عمرؓ کے لکھا کہ کتاب ہے کہ لکھا ہے اپنے
اکو تا کہ زیادہ ہو اس سے علم طرف علم ہوا ہے کہ۔ پس غصہ ہوئے پیغمبر صیل تک کہ چہرہ اوں نکلا
سرخ ہو گیا۔ (از زیلہ روشنی جلد ۱ حصہ ۱۰ صفحہ ۳۷۸)

۳۳) حدیث رحمہ اللہ اور احادیث میں فرمایا ہے جناب رسول خدا نے ابو بکر صاحب سے کھلا دہری ما تھلا فون بعدی، یعنی میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیا کیا باتیں کرو گے۔

صواعق قرۃ صفیہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا اے ابو بکر کاش ہم ملاقات کرتے اپنے بھائیوں سے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ جلوگ آجکے اخوان سے میں حضرت نے فرمایا نہیں تم اصحاب ہر چارے اخوان تو دم میں جوئے دیکھ چارے تصدیق کریں گے اور وہ بھوکا اپنے اولاد اور باپ سے زیادہ محبوب رکھیں گے۔

فتب القلوب الی دایر المحبوب میں خلیج عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: بعد از ان جا دیگر بر شہر اور دیگر آبادیتاؤ۔ فرمودہ اینہا اصحاب میں کہ روز قیامت برائیاں لگا ہی دہم۔ ابو بکر صدیق گفت یا رسول اللہ ماہ اصحاب تو ایم۔ فرمودہ بے شمار اصحاب میں و لیکن ندیم کہ شامہ از من پر کنید، مگر (۴) صحیح مسلم اور تفسیر قمی میں خلیفہ سے روایت ہے کہ لیلۃ الاطراب میں ہم جناب رسول خدا

کے ساتھ تھے وہ وکان رسول اللہ صلعم یصلی من اللیل فی لیلۃ باردة لہ اقبلہ ولا بعدہ بردا کان اشد منه، یعنی رسول خدا نماز پڑھتے تھے اور وہ رات ایسی سرد تھی کہ ایسی سردی نہ پیشتر دیکھی تھی نہ بعد اسکے و فقال آلا رجل ینزل ہذا ھو لاء فیاتینا بنی ہو صلعم اللہ صلی یوم القیامۃ، یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے کہ آیا کوئی شخص ایسا ہے جو شکر کفار کی طرف جائے اور انکی خبر لاوے تو یوم من میں اسکے خداوند و مہمل او کو قیامت کو دن میرے ساتھ کرے گا و فقال فاما انساں قال فسکتوا شو عا د فسکتوا، خلیفہ کہتے ہیں پس ہم سے کوئی شخص نہ اٹھا اور سب نے سکوت کیا۔ پھر حضرت نے مگر اسی سخن کا اعادہ کیا۔ مگر کیسے جواب نہ دیا۔ تب ان حضرت نے فرمایا و یا ابابکر - فقال استغفر اللہ و رسولہ، یعنی بالخصوص ابو بکر کا نام نامی لیکر بار بار توبہ بھی مارنا۔ اٹھے اور پھر یہی پڑے فرماتے گئے کہ خدا و رسول خدا مجھ کو معاف رکھیں۔ وہ شو قال شئیت ذہبت، یعنی جناب رسول خدا نے فرمایا اگر توبہ نہ کرتا تو اسکا تھا و فقال یا عمر بن الخطاب استغفر اللہ و رسولہ۔ شو قال ان شئیت ذہبت، یعنی جب حضرت ابو بکر نہ اٹھے تب ان حضرت نے بالخصوص

ام نامی خلیفہ ثانی لیکر بکرا پس اونھون نے بھی پڑے ہی پڑے کہا کہ مجھے معاف کیجئے۔ آخر حضرت م نے فرمایا تو بھی اگر چاہتا تو جاسکتا تھا دو فوق قال یلحد یفہ و نقلت لیلیٰ فحققت حتی ایتیت، یعنی پھر حضرت نے فرمایا۔ اے خلیفہ و پس میں نے کہا لیلیٰ اٹھا اور حاضر خدمت ہوا۔ اس روایت کی تصدیق تاریخ صبیحہ اللہ سے بھی ہوئی ہے،

(۵) بخاری میں لکھا ہے کہ دوفرمایا میں نے کہ میں حوض کوثر پر ہو گیا اور وہاں جو کوئی پئے گا اوس سے۔ اور جو کوئی پئے گا ٹھیک نہیں پائے گا کی اسکو جودہ کبھی ہرگز نہ دے دوں گی مجھ پر تو میں کہہ چکا تھا ہونگا میں اونکو۔ اور چاہتی ہوگی وہ مجھکو ہرگز ہو جائیگی درمیان میرے اور اُنکے۔ راوی قسم کھاتا ہے اور ابوہریرہ خذرجی کے کہ وہ اس میں استعدہ اور زیادہ کرتے تھے کہ وہ فرمایا میں نے تحقیق یہ لوگ میرے مخصوص میں سے ہیں پس کہا جائیگا کہ تم نہیں جانتے کہ تمھارے بعد انھوں نے کیا کیا۔ میں کہوں گا کہ دوسری ہو جائیگی واسطے، (۶) روایت روایت کرتا ہے کہ یہ حدیث شان میں ابوبکر کے ہے، از سالہ روشنی میرے ۱۰ جلد حصہ ۵ مفہوم ۳۴

اور نیز بخاری میں ہے ”تحقیق کہ نبی ﷺ کے اکیلے ایک دن پس چڑھی لازاہل اصد پر کہ نماز میں تھی۔ پھر آپ ﷺ نے شریف بیٹے عمر پر پس فرمایا اب نے کہ میں نے والا ہوں تمھارے ساتھ۔ اور میں ظاہر کرنے والا ہوں تم پر۔ قسم ہے خدا کی ہر آئینہ دیکھتا ہوں میں طرف حوض اپنے کے اسوقت اور تحقیق کہ میں نے عطا کروں گے نبیان خزاؤن زمین کی اور گنبدان زمین کی۔ اور قسم ہے خدا کی کہ نہیں ڈرتا ہوں میں تم پر کہ مشرک ہو جاؤ تم بعد میرے لیکن ڈرتا ہوں میں اور تمھارے یہ کہ حرم اور خزانہ کرو تم، (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

(۱) مشکوٰۃ شریف میں ترمذی اور ابو داؤد سے روایت لکھی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ”ایک شخص نے حوض میں کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے کہ میں خواب میں دیکھا گو یا تراؤد آسمان سے اتر ہی آتے اور ابوبکر پوئے گئے۔ آپ غالب آئے پھر ابوبکر اور عسمر پوئے گئے۔ ابوبکر پوئے گئے میں غالب آئے۔ پھر ابو بکر اور عثمان پوئے گئے“

اے۔ پھر تر از دواٹھالی گئی۔ پس غلین ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے
 بیچ ہو چکا رسول اللہ کو پھر فرمایا کہ یہ خلافت نبوت ہے اس کے بعد حضرت مالک دیکھا جسکو چاہا
 کہ تحقیق النال صفحہ ۱۹

۷۰، امام ذہبی میزان الاعتدال میں تو سن ۱۸۱ بن حباب طبری کی سند خاص سے جو ایک ہجری
 سن ۱۸۱ کے ہیں بلکہ ہیں کہ حضرت عثمان نے پیغمبر کی اُن دونوں بکریوں کو مار ڈالا جو
 ہی گئی تھیں بخاری و ترمذی و تصدیق اس روایت سے بھی ہوئی جو جس کو صاحب طبایع النبوة
 ۷۰ و یعنی جب زینب زوجہ حضرت عثمان کا انتقال ہوا اور رسول اللہ نے کوکبت پوچھا کہ آیا تم میں
 مانع ہے جس نے اس شب میں اپنی عورت کے ساتھ جماعت کی ہو تاکہ قبر میں آئے
 و طہ نے اقرار کیا اور وہ قبر میں آئے، شارحین نے اس روایت کی منہج لکھی ہے کہ وہ پیغمبر
 اس سے حضرت عثمان پر تعزین کا تھا، اور وہ تعزین کی یہ بتلائی ہے کہ وہ جس شب کو
 لی زوجہ نے انتقال کیا اوسی شب میں انھوں نے اپنی لونڈی کے ساتھ جماعت کی
 کہ وہ حالت جنب میں تھے قبر میں نہیں اتر سکتے تھے۔ اسوجہ سے پیغمبر نے تعزیناً وہ
 ۷۰، دیکھو طبایع النبوة ترجمہ طبایع النبوة جلد ثانی صفحہ ۱۹۰

۷۰، علامہ ذہبی نے بہت تحقیق کے ساتھ اپنی کتاب میزان الاعتدال میں قبول کیا
 آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”عن حدیثہ انہ قال رسول اللہ ص
 اللہ تعالیٰ متبعہ من کان یحب عثمان“، یعنی کہ جب وہ مجال خروج کرے گا
 ہی وہ لوگ کرینگے جو عثمان کو دوست رکھتے ہیں (از سال اتحصاد صفحہ ۳۳۰۔ و دفع المغالطۃ)
 ابو بکر را در شتر بود کہ پچہار صد درہم و در لعلایت بہ شتر صد درہم خریدہ و مدت چہار ماہ کہ از علف
 خورہ نگاہ داشتہ بود و چون پیش آمد و دیکے آنحضرت م قبول فرماید حضرت فرمود قبول کردم و لیکن
 پس بہ نہ صد درہم آن نادر از ابو بکر صدیق بخرد،، طبایع النبوة جلد ثانی صفحہ ۱۹۰
 اصحیح البخاری جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۰

(۱۰) کتاب سبیل الرشاد میں روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عمر نے جناب رسول خدا ص کے روبرو عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھ کو دنیا میں سب چیزوں سے زیادہ پیار ہیں۔ ایک اپنی جان کو تو نہیں کتابانی سب چیز سے آپ زیادہ پیارے ہیں۔ آنحضرت ص نے فرمایا جب تک کہ مجھ کو اپنی جان سے زیادہ پیارا نہ جائیگا (مسلمان نہ ہوگا)، (ازمۃ السنۃ سید فیض حسن رحمہ اللہ) (۱۱) اور منجملہ حالات ثلاثہ کے حیات رسول ص میں بخلاف ہے ثلاثہ کا شکر اُسامہ سے بعد کسی کے حکم رسول ص جو آخریات رسول ص میں صادر ہوا تھا۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر صبری نے کہ علماء معتبرین اہل سنت سے ہیں اپنی کتاب تاریخ الکامل مجلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۰ میں بمقام ذکر واقعات محرم ۳۷ ہجری حال لشکر اُسامہ کا اور شیخین کا تابع اُسامہ ہو کر لشکر میں ہونا مفصل لکھا ہے۔ اور تاریخ بلاوری میں کہ معتبر تاریخ اہل سنت کی ہے یہ لکھا ہے وہ ان ابا بکر و عمر کان معانی حیث شکر اُسامہ، یعنی تحقیق ابا بکر و عمر ساتھ تھے لشکر اُسامہ میں۔ اور کتاب فائزۃ للامام مطبوعہ طہران کے صفحہ ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ سیر الصحابہ میں جو منجملہ کتب معتبرہ اہل سنت کے ہے یہ لکھا ہے دو کہ اول مخالفت جو واقع ہوئی اور پائی گئی ہے حکم رسول ص سے وہ یہ ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ عتیا حضرت رسول اللہ ص نے اُسامہ بن زید بن حاندہ کو طرف مقام موتہ کے کہ جس جگہ شہید ہوئے تھے جعفر طیار بن ابی طالب اور امیر گروانا جناب رسول اللہ ص نے اُسامہ کو اہل سابق پر ہاجرین اور غیر ہاجرین سے اور مرتب فرمایا خود حضرت نے نشان بیخ کو اپنے دست اقدس سے اور حکم دیا حضرت نے ابو بکر و عثمان کو یہ کہ جاؤ میں چاہ اُسامہ کے درعائیکہ نہیں ہے واسطے ابو بکر و عثمان کو یہی حکایت کہ ابوبکر و عمر دونوں محکوم محض ہیں اُسامہ حاکم کے۔ شمس ہو گا بعد روانہ ہونے سب کے ابو بکر و عمر کو حکوم ہو گا کہ جناب رسول خدا ص پر ورس کی شدت ہوئی ہے پس فوراً ابو بکر و عمر دونوں جدا ہوئے اُنہما کے راہ سے اور خلف کیا اپنے حاکم اُسامہ سے دونوں نے اور واپس چلے آئے یہ کہ اُنہما کے اور روانہ ہوئے اُسامہ اور قدامت نہ کی ابو بکر و عمر نے اُسامہ کی بیعت مخالفت کی حکم رسول ص سے کہ ساتھ اُسامہ

ترک کر دیا اور چلے آئے۔ پس یہ تعلق شیخین شکر اُسامہ سے دشوار و صعب گند سب مسلمانوں پر کہہ سکتے
یہ حال تو افسوس دہا لیکہ ابھی حضرت رسولؐ زندہ و زاملق ہیں۔ حقیقی کے صاف مخالفت کی شیخین نے کیا
رسوئی خدام کے حکم پر سے کہ تعلق کیا لشکر اُسامہ سے۔ پس کیا حال ہو نہ لایا ہے انکی مخالفت کا جب خوف
استقلال فرمائیں گے۔

تمام ہوا از عہد عبات سید القہار جبکہ مرقب و تفضیل کیا ہے ابو محمد عبد السلام بن محمد خوارزمی نے ۱۰۰
جلد کتاب ہے۔ اسی طرح کہلے عالم قلام کتاب جلی ہے اپنی کتاب کشف الغنوں مطبوعہ مصر میں،
اب میں کہتا ہوں کہ یہ تعلق شیخین وہ خیر عظیم اور متنوع قطعی و حریم شرعی اس دور میں پر تھا
کہ کتاب مل و نقل شہرستانی کی صفحہ ۱۸ میں جو معتبر کتاب اہل سنت سے ہے۔ یہ وعید مانگا کہ
لکھا ہے دو ات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قال فی مرضہ جعفر و ابی جیش اُسامہ لعن
اللہ من تخلف عنہما، یعنی خلیفہ جناب رسول خدام نے فرمایا اپنے مرض موت میں کہ جو آپ کو تم
سب لشکر اُسامہ کی۔ لعنت کرے خدا اور اس شخص پر جو تخلف کرے لشکر اُسامہ سے۔

اور کتاب شرح مواقف کے آخرین کہ معتبر کتاب اہل سنت کی ہے تمام ذکر فرق کے لکھا ہے
اسی عبارت لعن کو صریحاً پر زبان سے رسول اللہ کی۔

اور تحفۃ الاشیاء مقصد اول صفحہ ۱۵۹۔ اور کتاب مل و نقل شہرستانی کی جلد اول صفحہ ۷ کی
عبادت صاحب مجمع البحرین نے صفحہ ۳۵۹ پر لکھی ہے ان سب کا خلاصہ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ
”بعد و البسی حیدر الوداع کے جبکہ رسوئی خدام نے جیش اُسامہ کی تیاری کا حکم دیا تو اکثر صحابہ نے اُسامہ
کی ماتمی میں جانے سے چون و چرا کی۔ (جیسا کہ تاریخ النبوۃ میں شیخ عبد الحق نے لکھا ہے) پس جب رسول
اللہ کو اسکی خبر ہوئی تو آپ باوجود ضعف مرض کے اُسی حالت میں مسجد کو شریف لے گئے اور ایک
خطبہ طویل فرمایا منجملہ اسکے یہ فقرہ بھی تھا ”جہنم و لعن اُسامہ“ اور ابیہ من تخلف عنہما
رسوئی خدام کو حضرت عمرؓ نے اس لعنت کو گوارا کیا۔ مگر لشکر اُسامہ کے ساتھ نہ گئے۔ چنانچہ رسوئی خدام
کا یہ حکم دینا شیخ مواقف اور مل و نقل وغیرہ میں اس لعنت کی ساتھ لکھا ہوا ہے۔

اور حضرت ابوبکر و عمرو وغیرہ کا ہمراہ اُس اسم کے متعین ہونا اور اُس کے تابعین میں سے نہ کا مقرر پانا
قیح الباری شیعہ بخاری میں لکھا ہوا ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ وہ اور تھے اور ان لوگوں میں سے کہ
معمور تھے ہمراہ اُس اسم کے بزرگان مہاجرین اور انصار کہ ان میں ابوبکر و عمرو و عبیدہ و زرقادہ بن
نہمان و سلمہ بن اکرم وغیرہ،

اور یہی تسطالافی نے شیعہ بخاری میں لکھا ہے۔ اور قسطنطینی تہذیب التہذیب ترجمہ اسماء بن زید بن
لکھا ہے اور نیز دیگر اقوال متقدمین متاخرین اہل سنت سے مثل واقدی و ابن جوزی و قسطنطینی و
صاحب روضۃ الاحباب و شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بھی ثابت ہے۔

(۲۸) ہر گاہ کہ جناب رسالت ص نے مرض الموت میں دادات و کاغذ واسطے لکھنے وصیت نامہ
کے طلب فرمایا تو عمر بن الخطاب نے حضرت رسول اللہ ص کو منسوب یہ ہدایاں (معاذ اللہ) کیا اور
کہا وہ ان الرجل لیجھج، چنانچہ حکمرانی عالم اہلسنت نے کتاب تبیان شرح دیوان متنبی میں بعض
نسخہ مطبوعہ لکھا ہے ”یعنی ہجر“ بمعنی کلام قبیح اور فحش کے اور ہجر بمعنی ہجرت کے ہوا اور وہی کلام ہے جو
کہتا ہے صاحب بخار حالت بخاری میں۔ اور اسی سے ہے قول عمر بن الخطاب کا وقت مرض جناب
رسول خدا ص وہ ان الرجل لیجھج، موافق عادت عرب کے۔ یعنی خفیتک یہ مرد ہدایاں بولتا ہو“
اور حجاجی عالم اہل سنت نے بھی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں اس طرح
قبیح کی ہے کہ روایات صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ عمر بن الخطاب نے حق میں جناب رسالت ص کے
کہا وہ ان الرجل لیجھج، چنانچہ ترجمہ اوسکی عبارت کا یہ ہے۔ یعنی وہ اختلاف و تنازع دین
میں جو بخیر و رسول خدا ص واقع ہوا جیسا کہ وارد ہوا ہے احادیث صحیحہ میں کہ ہے کہ جناب رسالت ص
نے فرمایا اپنے مرض الموت میں لاؤ تم دادات و کاغذ میرے پاس کہ لکھ دوں میں واسطے تم سب
کے ایک نوشتہ یعنی وصیت نامہ تاکہ گراہ ہو تم بعد میرے،

پس کہا عمر نے وہ خفیتک یہ مرد ہدایاں بولتا ہے، یعنی بغیر کچھ جو چاہتے ہیں کہہ رہے ہیں۔

اور صحیح بخاری کے صفحہ ۱۰۷۹ میں یہ ہے کہ کہا عمر نے وہ غلبہ الوجع، یعنی غالب ہوا ہے زہر درد

اسکی بیچینی میں جو جانتے ہیں بولتے ہیں۔ پس بہر مطلب دونوں عبارتوں کا ایک ہی ہے۔ اور کہا کرتے ہیں کہ کتابت رسول کی ضرورت نہیں ہے، وہ کھوکھلی ہے، کتاب اللہ، پس آپس میں سب لوگ بیدار و آواز سے بولنے لگے۔ یعنی کوئی کہتا تھا کہ عرسج کہتا ہے نہ دو کا خدا و اوقات اور کوئی کہتا تھا کہ وہ بچا ہے۔ پس حضرت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ نکال دو ان سب کو میرے پاس سے نہیں، نہ ابراہیم میرے پاس بیٹھ کر نماز کرنا۔

پس ابن عباس نے کہا بڑی سخت مصیبت ہوئی عامل و مانع ہونا عمار کا درمیان چارے اور کتاب رسول اللہ سے، تمام ہوا ترجمہ

بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۸۷ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ دو جب وقت وفات رسول اللہ ص ۴۰ قریب ہوا تو اوس گھر میں بہت سے آدمی تھے اور میں عمار بن الخطاب بھی تھے۔ نبی نے کہا کہ دو سامان لاؤ لکھ دو زمینیں پھین کتاب کہ جس سے تم میرے بعد گمراہ نہ ہو گے، عرسج نے کہا نبی پر اس وقت درود کی شرت ہے اور پھر اسے پاس قرآن موجود ہے اور کھوکھلی اللہ کی کتاب کافی ہے، پس جو لوگ گھر میں موجود تھے ان میں اختلاف ہوا۔ کوئی کہتا تھا سامان لاؤ کہ رسول کتاب لکھ دین۔ اور کوئی وہ کہتا تھا جو مرنے کہا۔ جبکہ جھگڑا ہوا اور اختلاف بہت بڑھا تو نبی نے کہا کہ اوٹھ جاؤ میرے پاس سے

الترتیب اس حدیث قریب اس کو صحیح بخاری کے مختلف ابواب میں متعدد جگہ لیا گیا ہے مگر میں کتاب المرضیٰ مطبوعہ حلب کے نسخہ ۸۴۷ کے ملاحظہ فرماتے کو ترجمہ دلاتا ہوں۔ اور بتایا کہ اسے بخاری کے اسی واقعہ کی نسبت ابن اثیر حذری نے نہایت میں اور خفاجی نے تیسرے میں شرح شعاع، قاضی عیاض میں اور امام ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اور شاہ عبدالحق نے شرح مشکوٰۃ میں اور شیخ احمد فاروقی نے مکتوب ۴ جلد ثانی میں صاف لکھا ہے کہ دو حضرت عمر نے پیغمبر کے نسبت معاذ اللہ ہدیان کا کلمہ استعمال کیا اور شور و غل ہوئی پھر حضرت نے خطا ہو کر نکال دیا

و تقبقات و اقدسی و قبیح الجوامع و کثیر العمل منتقل است از عربین خطاب لینی و گفت
عمر کہ بودیم نزد پیغمبر و در میان ما و زنان آنحضرت مریدہ مائل بود پس فرمود رسول خدا غسل
و سپید مل و در بخت مشک آب و بنایرید کاغذ و داوات کہ بنویسم برائے شما کتابت و میت کہ بر گز
گرافت شود بعد آن گاہے پس گفتند زنان کہ حاجت رسول خدا بر آید۔ گفتن خاموش باشند۔ بدرستی کہ
شما حاجات یوسف آید۔ و قتیکہ رسول خدا بسیار میشود گرہ میکنید و قتیکہ تندرست میشود و گلو و اور
میگیرید۔ پس فرمود رسول خدا این زنان بہتر اند از شما

(سلا) زین العقی حاصی بین سے کہ ”پیغمبر خدا منے اپنے مرض الموت میں فرمایا کہ میرے بھائی
کو بلاؤ۔ حضرت عائشہ نے اپنے باب الیوم کو بلا کر سانسے کر دیا۔ پیغمبر نے او کو دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ جب
عمر بلوائے گئے۔ اونکے ساتھ بھی وہی عمل پیغمبر نے کیا۔ اذ پیغمبر فرمایا کہ میرے بھائی کو بلاؤ۔ اس مرتبہ
حضرت عثمان کو سانسے کیا گیا۔ یہ بھی پیغمبر صاحب کی خاموشی دیکھ کر واپس گئے۔
پھر حضرت نے فرمایا میرے بھائی کو بلاؤ۔ تب اُم سلمہ نے نہ کہا کہ مقصود پیغمبر کا بھائی کے بلانے سے ہے
حسن حبیب علی مرتضیٰ سے ہے۔ اور سوائے اونکے اور کا بھائی کوئی بھی نہیں ہے۔
چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ بلوائے گئے۔ اور جب وہ سانسے لگے تو پیغمبر نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں
تحصین کو بلا تا تھا۔

اب اگر کچھ دعویٰ ہمارے مستحق بھائی رکھتے ہوں تو بعد ان اوقات کو مزاج اور ضامندی
جناب رساتاب مکی غلام اللہ سے ثابت کریں ورنہ زبانی کپ تپ سے کام نہیں چلتا۔
سوم راجحاً فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی

(۱) شیخ زنج البلاغین ابن ابی احمد نے روایت کی ہے کہ ابو بکر نے دریافت کیا کہ تیرے کہان
سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے حضرت علیؑ کے پاس بیٹھا ہے پس عمر بن خطاب کو ابو بکر نے حکم دیا کہ خالد
کو ہمراہ لیکر تیرا دروازہ کی کو برائے بیت پکڑ لاؤ وہ دونوں گئے اور خالد کو دروازہ پر کھڑا کر کے روانہ کئے
اور تیرے پوچھا یہ تمہارا کسی ہے جو ابداً کہ میں علیؑ کی بیعت کروں گا۔ انھوں نے تیرے تلوار کھینچ کر پھر

مار کے نور ڈالی۔ اور زبیر کا لہجہ بکھر اٹھا لیا اور ڈھکیلے چہرے باہر لا کر خالہ کے سپرد کیا پھر حضرت امیر
سے کہا کہ اٹھو اور بیت الی بکر کی کرو حضرت نے دوبارہ انکار کیا پس ان کو بھی اٹھالیا اور باہر لا کر
حضرت فاطمہ سے ان سے کہہ کر دیکھا بچا بچہ لکھا ہے ”وَأَتَتْ فَاطِمَةَ مَا صَنَعَ بِهِمَا“ پھر لکھا ہے
”وَقَامَتْ عَلَى بَابِ الْحَجْرَةِ“، یعنی کھڑی ہوئیں فاطمہ زہراؑ حجرہ کے در پر و قالت وَاِنَّهُ لَا
اَكَلَهُمْ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ“ اور فرمایا حضرت زہراؑ نے قسم بخدا میں تجھے کلام نہ کروں گی اسے جو جب تک
کہ میں خدا سے ملاقات کروں یعنی تا میات اپنے کے، (از روزہ البیضا صفحہ ۸)

ماتحسب تاریخ آل عباس کہ معتمدین اہل سنت سے ہے یوں لکھا ہے ”وہ ہزار نکل جماعتی
از اولاد حسنین علیہم السلام نزد ماتون (خلیفہ عباسی) دعوای فک کر دہ۔ ماتون دو مدعلا
حماد و عارف وغیرہ را جمع کر دہ بلکہ کر دہ کہ گمان صواب نہ سازند پس ایشان روایت و اقدسی
و تبیین و لید و خیرہ نقل کر دہ کہ از دفع خبر جو بیل با آیہ ”وَاتَّخَذَ الْفَرَجِيُّ حَقَّهُ نَازِلٌ شَدَّ
بِسَ رَسُولِهِمْ كَقَمِيصٍ ذُو الْفَرَجِيِّ وَجِيسَتِ حَقِّ اَوْثَرِ بِلِغْتِ ذُو الْفَرَجِيِّ فَاطِمَةُ اسْتَدْرَكَ
حَقِّ اَوْثَرِ بِسَ رَسُولِهِمْ فَكَلَّمَ بِفَاطِمَةَ دَاوُدَ وَدُرُوتِيكَ ابُو بَكْرٍ فَاطِمَةُ رَا اَزْ اَنْفَرِ وَفَعَلَتْ كَمَنْفَعِ
شَدَّ اَخْفَرَتْ فَرَمُو بَعِيْمَ بِنِ دَاوُدَ اسْتَدْرَكَ ابُو بَكْرٍ اَوْلَا بَقُولِ كَرْدَ وَخَوَاسْتِ وَرِيْنَبَابِ كِتَابِ نَوْشْتِ
فَكَفَّ رَا اَخْفَرَتْ بَا زِدَ بَر۔ مَحْكُفَتْ اَزْ فَاطِمَةَ بَيْنِ طَلَبِ كُن۔ بِسَ ابُو بَكْرٍ مَهْنَه طَلْبِيد۔ فَاطِمَةُ اَمَّ اَمِيْنِ
وَاسْمَاءُ بِنْتُ عَمِيْسٍ وَامِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَا بُو اَبِيْ اُوْرِدَ بِسَ ابُو بَكْرٍ بِرَطْبِقِ اَنْ كَا خَدَ نَوْشْتِ تَا فَاطِمَةُ
اَنْفَرَتْ وَرَحْنِ خُوْدِ نَمَائِد۔ اَنْكَاهُ عَمْرُ شَفِيْدَه نَزْدَ ابُو بَكْرٍ اَمْدُ صَحِيْفَه رَا اَزْ اَنْ نَوْشْتِ رَا جَالِ سَا
وَكَلَّتْ فَاطِمَةُ زَنَ اسْتَدْرَكَ ابْنِ ابْنِ طَالِبِ شَوْهَرِ اَوْسْتِ خَوْضِ حَلْبِ نَفْعِ بِلْ خُوْدِ اسْتَدْرَكَ
وَمَحْمُوْدِ شَهَادَتِ دُوْنِ اَهْبَارِ نَزْدَ۔ اَبُو بَكْرٍ قَوْلِ اَوْرَا بَقُولِ مَزْدَه فَاطِمَةُ رَا اِذْ اَنْ اَعْلَامِ نَمُوْد۔
اَنْكَاهُ حَضْرَتِ فَاطِمَةَ مَتَمَّ بَاوُ كَرْدَ اِشْاَنْ گُو اَبِيْ رَاسْتِي دَاوُدَ نَد۔ وَاَبُو بَكْرٍ وَحَرْ كَلَّتْ شَا شَفِيْدَه
اِيْدَا زَ رَسُولِ خَدَامِ كَرْمُو دَ اسْمَاءُ بِنْتُ عَمِيْسٍ وَامَّ اَمِيْنِ اِزْ اَهْلِ جَنَّتِ اَنْد۔ اِشْاَنْ اَوْثَرِ كَرْدَ كَرْدَ

۱۲ رسالہ فیروز آبادی جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۹ میں بھی یہ عبارت کتاب تہذیب ابوبکر صوری سے لکھی ہے۔ ۱۲

چنانچہ اسی حدیث کے ذیل میں شیخ عبدالحی محمد دہلوی نے اپنی کتاب اشعۃ المعانی میں لکھا کہ
 میں جلد ثلث صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۵ کتاب الجہاد باب فی آخر فصل میں لکھا ہے ”وَشَكَلَتِ بْنِ
 اَزِينَ قَضِيَةً فَاطِمَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا“ زبیر کہ اگر کوئی کہے کہ وہ رضی اللہ عنہا جابل بود یا بن نسبت بعید
 است و اگر التزم کنیم کہ شاید اتفاق بقدا و اور اسماع ابن حدیث از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشکل مشہور
 کہ بعد از اسماع حدیث از ابی بکر و ثنباوت صحابہ بدان جگہ نہ قبول نہ کرو و در غضب آمد و اگر غضب پس از
 سماع حدیث بود چرا بر گشت از غضب تا آنکہ با استدلال کشید و مانند بود و مہاجر ت کرد ابو بکر را چنانکہ
 روایت ممکن نہ کر مافی و شرح بخاری ۱۰۱۰

اور ابو بکر جو ہر ہی نے کتاب حقیقہ میں یوں لکھا ہے کہ ”جناب فاطمہ نے کہا ابو بکر سے کہ میں تجھ
 سے کبھی کلام نہ کروں گی۔ ابو بکر نے کہا میں تجھ سے ملنا نہ چھوڑ دوں گا۔ اور فاطمہ نے کہا ابو بکر سے کہ میں تجھ سے
 کبھی بات نہ کروں گی اور تیرے حق میں و ما نہ کروں گی۔ ابو بکر نے کہا میں تیرے واسطے اچھی دعا کروں گا
 جب جناب فاطمہ کے وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ ابو بکر میرے جنازہ پہنچانے پر ہے، انہی
 اور ابن قیم نے کتاب الامارۃ والسیاستہ میں ایک بڑی روایت لکھی ہے فقہ اور سکایہ کہ عمر
 نے ابو بکر سے کہا کہ اگر فاطمہ کے پاس چلین مجھے اسکو غضبناک کیا ہے۔ پس سب وہ دونوں گئے اور اذن
 چاہا تو جناب فاطمہ نے اپنے پاس آنیکا اذن نہ دیا۔ تب حضرت علیؓ سے کہا تو وہ اندھ لپکے اور جناب فاطمہ کے
 پاس جا کر بیٹھے تو حضرت فاطمہ نے انکی طرف سے منہ پھیر لیا اور دیوار کی طرف کر لیا۔ اور جب سلام کیا ان
 دونوں نے تو جناب فاطمہ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ ابو بکر کمالے دختر رسول خدا کی کہ عزت رسول خدا کی
 دوست تیرے میرے نزدیک اس کے صلہ رحم و نیکی کروں میں اپنے اقرباء اولاد سے۔ اور بتقیق کہا
 تو مجھ کو حالتہ میری بیٹی سے زیادہ محبوب ہے۔ اور تحقیق جس دن باب تیرا میں چاہتا تھا کہ
 میرا خون اور بعد تیرے بلکہ تیرے خون۔ کیا تو جانتی ہے کہ میں باوجودیکہ تجھ کو جانتا ہوں۔ اور تیرے
 شرف و فضل سے آگاہ ہوں تجھ پر سے حق سے منع کروں۔ اور مجھ کو میراث رسول خدا سے محروم کروں
 لیکن یہ میرے رسول خدا سے سننا کہ وہ فرماتے تھے ولا یؤثرن۔ انکار نہ کرو۔ صدقہ یہ فاطمہ نے کہا

کہو کہ اگر میں ایک حدیث جناب رسول خدا کی بیان کروں تو تم اسکو سمجھ گے اور اسکا اعتراف کرو گے۔
 ان دونوں نے کہا ہم سمجھیں گے اور اعتراف کریں گے پس فاطمہ نے کہا میں نیکو خدا کی قسم دیتی ہوں
 آیا تم نے جناب رسول خدا سے سنا ہے کہ خوشنودی فاطمہ کی خوشنودی میری ہے اور سخط اور ناخوشی
 اسکی سخط اور ناخوشی میری ہے۔ اور جو کوئی دوست رکھے فاطمہ کو اسے مجھکو دوست رکھا اور جو
 کوئی راضی کرے فاطمہ کو اسے مجھکو راضی کیا۔ اور جو کوئی بغض کیا کہ اسے فاطمہ کو دوست رکھا اور جو
 بغض کیا کہ اسے فاطمہ کو دوست رکھا۔ ابو بکر نے کہا آج اس حدیث کو رسول خدا سے سنا ہے۔

فاطمہ نے کہا تحقیق کہ میں خدا و ملائکہ کو گواہ کرنی ہوں اس امر پر کہ دونوں نے مجھکو بغض کیا و
 آذر دہ کیا پھر اگر میں پیغمبر خدا سے ملاقات کروں گی تو تحقیق کہ تمھاری شکایت کروں گی۔ پس ابوبکر نے کہا
 کہ یہ بلند کی اور فاطمہ کہتی تھیں کہ تحقیق میں نفیرین اور بدکاروں کی تجھ پر خدا کی درگاہ میں صرا
 نماز میں۔

اور ابن جریر مستطانی نے فتح الباری شرح بخاری میں سبب نہ تشریف لانے حضرت امیر کا براہے
 بیت ابوبکر زانی ام المومنین عائشہ کے نقل کیلئے کہ جناب امیر تادمات حیات فاطمہ تسلی و تسکین
 میں اٹنے معروف رہے اسلئے کہ ان جناب کے اپنے پدر عالیقدر جناب رسالت مکی و فاطمہ کا پیرایہ
 تھا اور وہ حضرت ابوبکر سے ناراض تھیں۔ اور سبب و اس ندبہ فدک کے آنحضرت کو ابوبکر رخصتہ
 اور غضب تھا۔ جناب امیر نے بھی تاحیات جناب فاطمہ زہراؑ انھیں کی موافقت کی۔ اور موافقت
 حضرت زہراؑ میں اپنی بکری سے انقطاع مناسب سمجھ کر براہے سمیت تشریف نہ لگئے۔ عربی تجارت کتاب
 درۃ البیضا کے صفحہ ۸۰ پر درج ہے۔

ابوبکر جو دھری نے داؤد ابن مبارک سے روایت کی ہے۔ یعنی داؤد بن المبارک کہتا ہے کہ ہماری
 جماعت ہنگام مراجعت کے صحیح سے عبد اللہ حسنہ کے پاس آئی لوگوں نے عبد اللہ مذکور سے مسائل پوچھے
 میں نے حال ابوبکر و عمر کا پوچھا۔ عبد اللہ نے کہا کہ لوگوں نے میرے بعد عبد اللہ بن حسن بن حسن سے
 بھی یہی سوال کیا تھا جو البین دیا کہ ماہ میری فاطمہ صدیقہ و خیر بنی مرسل حق اور وہ دنیا سے

عَنْبُكَ لَكُنْ كَيْفَ تَشَاءُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 عَفْوَكَ لَكُنْ كَيْفَ تَشَاءُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 عَفْوَكَ لَكُنْ كَيْفَ تَشَاءُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معنا جناب فاطمہ کا بچیدہ ہونا اور غضبناک اس جہان سے طلت کرنا ثابت کرنا ہے تاخوشی
 خدا و رسول کو حضرت شیخین سے اس واسطے کہ کنز العمال میں روایت ہے حضرت علیؑ کے فرمایا رسول خدا
 نے جناب فاطمہ کو ان اللہ یغضب بغضبک ویرضی لرضاک اور یہی اصحاب میں روایت ہے
 اور مرتبہ معتمد خان بخشی نے بھی مقلد النجاة میں یہ روایت کی جو یعنی تحقیق خدا تعالیٰ غضب
 میں ہوتا ہے پھر غضب کو واسطے اور راضی ہوتا ہے تیری رضاء مندی کے واسطے ۴
 اور فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ جو چیز فاطمہ کو اذیت دیتی ہے وہ مجھے بھی اذیت
 دیتی ہے۔

اور تودہ العزلی میں ہے کہ جناب رسول خدا نے سلمان سے فرمایا کہ نصیحت عنہ بنتی فاطمہ نصیحت
 عنہ ورس نصیحت عنہ رضوان اللہ عنہ ورس غضب علیہ ابنتی فاطمہ غضب علیہ و
 رس غضب علیہ غضب اللہ علیہ، یعنی جس سے میری بیٹی فاطمہ زہرا راضی ہے میں اُس
 سے راضی ہوں اور جس سے میں راضی ہوں اُس سے خدا راضی ہے اور جو میری بیٹی فاطمہ
 میری بیٹی فاطمہ اور میں غضب میں ہوں اور جو میں غضب میں ہوں اُس سے میں راضی ہوں اور جو میں
 خدا و ملک عالم غضب میں ہوتا ہے۔

پس اب معلوم ہو گیا کہ جس سے فاطمہ ناراض ہو گئی اُس سے خدا و رسول بھی ناراض نہ ہوں گے۔
 اور اب تو بیکر وقر سے جو جناب بیدہ ناراض گئی ہیں تو خدا و رسول بھی ان سے ناراض ہیں، جیسا کہ سورہ نساء
 میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے "ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لنعہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ
 اعد لہم عذابا مہینا۔"

چہارم رک حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کی

۱، ملا سعد الدین تغا زانی شرح مقاصد مبین لکھتے ہیں جبکہ اصل مطلب یہ ہے کہ ابوبکر کے

بھیجے میں عمر اور ابو عبیدہ جراح کو طرف علی کے بھیجا الطیف اور نازک ہے۔ طایت کیا ہوا اسکو معتمد بن سدا
مستعمل صحیح کے کہ شامل ہے کلام کثیر پر دونوں جانب سے۔ اور تحقیق کہ علی آیا افکے پاس اور داخل ہوا جس
کہ داخل ہوئی حباغت اور کہا علی نے کہ جو وقت کھڑا ہوا مجلس سے۔ برکت دی خدا اس جنہر میں کہ نگین کیا
بجھکو اور خوش کیا تمکو، از صفحہ ۳۹ مقصد اول تحفۃ الاشعیرہ

شرح، نیج البلاغت اور کتاب سلیم بن۔ ہے کہ حضرت علی نے فرمایا، کہ اگر (۴۰) آدمی صاحب غم مجھ
و متباب ہو جائے تو میں ابوبکر سے قتال کرنا، از الۃ الفین صفحہ ۳۶

۳۵ شرح فقہ البصرہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ بروز شہرہ خلافت ثالثہ بعد الرحمن بن عون نے کہا سدا
علی و عثمان سے کہ دونوں سے جو عمل قرآن و حدیث رسول و سیرتین پر کرے اسکو میں خلیفہ
بناؤں گا پس انکار کیا حضرت علی نے سیرت شیعین پر عمل کرئیے۔ اور قبول کیا عثمان نے اس راہ
کو، مجمع البحرین صفحہ ۲۱

(۳) بخاری باب غزوہ خیبر صفحہ ۳۰۴ جلد ۶ کی روایت کا خلاصہ ہے کہ حضرت فاطمہ نے بسبر
نلنے میراث پدری مذک و خمس کے ابوبکر سے بات کرنا ترک کر دیا۔ اور وصیت کی تھی کہ جنازہ پر ابوبکر نہ آوے
اور شکوہ جنازہ و خیر نبی کا علی نے وطن کیا اور بعد فوت فاطمہ کے رخ صحابہ کا طرفے علی کو منحرف ہو گیا
تب علی نے ابوبکر سے پیغام صلح کا پیش کیا اور کہلا بھیجا کہ تم آؤ عین کہ انکی ملاقات سے مجھے
کراہت ہے، از مجمع البحرین صفحہ ۲۲۶

(۴) ابن قتیبہ نے کتاب امامت و السیاست میں ایک خطبہ حضرت علی کا لکھا ہے اسمین فیہ
بھی ہے کہ حضرت علی بخبان کیا اور اسمین سر اسر شکایت ہو قریش کی خدایت تعالیٰ سے کہ خون نے مجھ سے
قطع رحم کیا اور میرے مرتبہ کو متغیف اور حقیر سمجھا اور مجھ سے نزاع کر لیکو مجمع اور متفق ہوئے، از تحفۃ
مقصد اول صفحہ ۱۹۲

(۵) شرح تہج البلاغت میں ابن ابی اسمد لکھا ہے کہ حضرت عمر نے ابن عباس سے کہا کہ میں ہمیشہ
علی کو پسند کرتا ہوں کیا سبب ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ تم خود جانتے ہو۔ عمر نے کہا کہ

مجھکو یہ جو غضب اسکا خلافت کے فوت ہونیسے ہو۔ ابن عباس نے کہا کہ یہی سبب ہے۔ اور وہ ایسا جانتا ہے کہ رسول خدا نے خلافت کو میرے واسطے مقرر کیا ہے۔ عمر نے کہا جسوقت خدا نے چاہا کہ یہ امی علی کو چھوٹے نو رسول خدا کے چاہنے سے کیا فائدہ ہوا۔ رسول خدا نے چاہا کہ ابوطالب چچا اسکا اسلام قبول کرے خدا جو نہیں چاہتا تھا وہ سلطان نہوا۔

(۷) صحیح مسلم کتاب الجہاد دین لکھا ہے کہ علی و عباس جھگڑتے ہوئے طلب میراث میں عمر کے پاس گئے۔ علی نے اپنی زوجہ کی طرف سے رسول خدا کو ترکہ میں دعویٰ کرتا تھا۔ اور عباس رسول خدا کا چچا تھا وہ اسواسطے اونکو ترکہ کا دعویٰ کرتا تھا۔ عمر نے ایک کلام طویل کے بعد کہا کہ جسوقت رسول خدا نے وفات پائی تو ابوبکر نے کہا میں خلیفہ رسول خدا کا ہوں۔ تم دونوں اس کے پاس گئے اور طلب کرتا تھا تو اسے عباس اپنی میراث کو اپنے پیسر پرور کی طرف سے اور طلب کرتا تھا علی میرا نکو اپنی زوجہ کی اس کے بائیں طرف سے۔ ابوبکر نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میرا نکو میری وارث نہیں ہوتا جو کچھ کہیں چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ پس دیکھتے تم دونوں کو کد اور جانتے تھے کہ کاذب اور گنہگار اور بیوقار اور خیانت کر نیوالا۔ اور خدا جانتا ہے کہ وہ راستگو۔ نیکو کار اور رہنمائی یافتہ اور پیر دی کر نیوالا تھا۔

اور ابوبکر مر گیا تو میں خلیفہ رسول کا اور خلیفہ ابوبکر کا ہوں تم دونوں مجھکو بھی جھپٹ کہنے والا گنہگار۔ بیوقار خیانت کرنے والا دیکھتے ہو۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں راستگو اور نیکو کار رہنمائی یافتہ اور پیر دی کر نیوالا تھا۔ انتہی الاممۃ البیان ص ۱۹

تیس اس کلام حضرت عمر کے معلوم ہوا کہ علی و عباس ابوبکر و عمر کو کاذب۔ آثم۔ قاذور غلین جانتے تھے۔ اور یہی علامات نفاق کے ہیں جو کہ صحیح مسلم اور مشکوٰۃ میں لکھے ہیں۔ اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ خلیفہ دوم صاحب علی و عباس سے تہمت کرتے ہوں بلکہ حقیقت میں وہ انکو ایسا ہی جانتے تھے یا جانتے ہونگے؟

خطبہ شمشقہ جناب امیر علیہ السلام جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”آگاہ ہو قسم خدا اہل بیتہ تحقیق کہ پہن لیا تمیص خلافت کو ابن ابی قحافہ (ابوبکر) نے مالاکہ تحقیق وہ جانتا تھا کہ مقام میرا خلافت سے

شل کیل چلی کے ہے آسمیہ۔ سبیل ہم و کلت کو میر۔ ہنی فیض سے نیش وسیلان ہے۔
 اور کوئی پرندہ ہمارے لنگرہ رفت تک پرواز نہیں کر سکتا پس ہم نے اپنے اور خلافت
 کے درمیان مین ڈال دیا۔ اور ہنگامہ خلافت سے مین نے پہلو ہتی اور چشم پوشی اختیار کی۔
 اور شروع کیا مین نے غور کرنا اس بات کے درمیان کہ حملہ کروں اپنے دست پریدہ و
 کوتاہ سے واسطے طلب حق کے۔ یا صبر کروں اور اس ظلمت تیرہ و تاس کے جس میں حق پوشیدہ
 ہے۔ یہ ایسی مصیبت تھی کہ اسکے صدمہ سے خرد سال پیر ہو جائے۔ اور بڑھا ضعیف ہو جائے
 اور مومن رنج و غم میں گرفتار رہے۔ تا انکہ نقار خدا سے فایز ہو۔ پس بعد تامل مین نے دیکھا کہ
 صبر کرنا اس مصیبت میں اولیٰ ہے۔ پس بیخ صبر کیا حال انکہ انکھ میں غبار اندوہ و غار
 مصیبت کی فشر تھی اور گلے میں غم و غصہ فشر د تھا۔ مین دیکھتا تھا کہ میراث خلافت کی اور
 باغ فدک کی لٹ رہی ہے۔ بیان تک کہ خلیفہ اول گذر گیا اور اپنی راہ پکڑی۔ پس خلیفہ اولیٰ
 نے اس خلافت کو حوالہ خلیفہ ثانی کے کر دیا ہے۔

شعبہ ہے ابن قحاذ سے کہ اپنی خلافت سے دست بردار ہوتا تھا اور کہتا تھا اقبلونی دست
 بچھڑاؤ علیٰ ذینک لیکن بعد اپنے مرنے کے اس رسن کو وامن خلیفہ ثانی کی گروں میں لگا دی
 ہر مین دونوں خلیفہ نے شہرستان خلافت کو خوب چوس لیا۔ پس ابو بکر نے خلافت کو ایک
 داد بئی سنگ الفخ میں چھوڑ دیا کہ جس کا چھڑاؤ شوار ہے اور سخت کلامی اسکی بے زلہ زخمہائے
 کار سی کے تھی۔ ٹھوکرین بکثرت کھاتا تھا اور بھر معذرت بھی کرتا تھا۔ اور خلیفہ ثانی مانند ایک
 سوار نافذ کے تھا اگر زرد سے مہار کھینچی جائے تو اسکی مینی مجروح اور شق ہو جائے اور اگر مہار
 ڈھیلی کر دی جائے تو قعر ملاکت میں گرا دیوے۔ پس لوگ جتلائے آفت ہو گئے قسم بہ نقار
 خدا کہ راہ ہائے شب تا یک مین سرگشتہ و چیران اور سرکشی و خود سری و بدگوئی و عیب
 گوئی و اعتراض بجا مین غلطان و پیچان تھے۔ پس صبر کیا مین نے اس مدت طویل زمان اور
 شدت محنت فراوان پر تا انکہ خلیفہ دوم نے بھی بخارا لی اور یہاں سے گذر گیا۔ اوس نے یہ

کام کیا کہ خلافت کو ایک جماعت میں قرار دیا اور مجبوراً بھی ایک شخص اور نہیں سے مثل
 انھیں کے گمان کیا۔ پس خداوند افزا دے اس شور سی سے۔ کہان میں کہاں یہ شور ہ۔
 بھلا میرے حق کے نسبت کیا تنگ و مشہور پہلو ہوا تھا جو ابو بکر کو خلیفہ بنایا تھا تا انیکہ اب
 مجھکو ہمسرا ایسے لوگوں کا قرار دیکر سب کو میرا ہمسرا دیا۔ لیکن جب وہ نیچے اترے تو انکو
 ساتھ مجبوراً میں بھی اڑا۔ اور جب وہ پرواز کر کے بلند ہوئے تو میں بھی اونکے ساتھ
 بلند ہوا۔ پس مجھ سے ایک شخص سعد بن وقاص منحرف ہو گیا بسبب کینہ ویرینکے اور
 دوسرا اس طرف مائل ہوا بسبب ذرا بت نسبت کے (یعنی عبدالرحمن مائل بہ ثمان ہوا) تا انیکہ
 تیسرا شخص خلافت پر قائم ہوا۔ اسکا یہ حال تھا کہ اسنے اپنا معہہ اور املاکو حلقہ تک مال
 دنیا سے بھریا۔ اور تن پروری اور مال مردم خوری اختیار کی۔ اور اسکے ساتھ قوم بنی امیہ
 اوٹھ کھڑی ہوئی۔ اور مال خدا اس طرح کھایا جس طرح شتر و بہائم سبزہ زار فصل
 بریج کو کھاتے ہیں اور باقی نہیں چھوڑتے تا انیکہ رسن عزرائل کی بل کھا کر ٹوٹ گئی۔
 اور اعمال ناشائستہ نے اسکے کام تمام کیا اور تن پروری اور سیر خوری نے اسکے اوکو منہ
 کے بل گرا دیا۔ الخ

(۸) خود اشعار گوہر بار جناب جمد کراہین کہ جو آپ کے دیوان میں مرقوم ہیں۔ اور
 ملا حسین بیدہی نے اس دیوان کی شرح لکھی ہے۔ جس کا نام قوائع مبدی ہے۔
 اصل شعر صاحب قواصب الاسیات نے بعضہ ہم وہ درج کتاب فرمائے ہیں مگر میں
 صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں یعنی جناب امیر فرماتے ہیں کہ

ترجمہ ہر آئینہ تحقیق آگاہ ہوں سب لوگ ساتھ اس بات کے کہ تحقیق ہر
 حصہ اسلام سے نیا دہے ہر حصہ سے (یعنی سب مسلمانوں سے افضل ہوں) اور اسحق
 میرے بھائی ہیں اور میرے خسر ہیں۔ اور پراون کے اللہ درود بھیجے۔ اور میرے
 چچا کے بیٹے ہیں۔ اور میں کھینچنی والا ہوں کل آدمیوں کا اسلام کی طرف عوب

مین سے ہون یا عجم میں سے۔ اور مین قتل کرنے والا ہون صرصر ریش کا اور صرصر کش کا کافرون مین سے جو فوسی اور فریہ تھا۔ اور قرآن مین لادم کی ہے شہ نے ان لوگوں پر (یعنی مسلمانوں پر) دوستی میری۔ اور واجب کی ہے اطاعت میری اور اسخالیسکہ فرینج بالنص۔ جس طرح کہ مارون موسے کے بھائی تھے۔ اس طرح مین خاتم الانبیاء کا بھائی ہون۔ اور میرا نام ہے۔ اسی سبب سے قائم کیا ہے احنین رسوخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھ کو مسلمانوں کے لئے امام۔ اور خبر دی ہے احنین مسلمانوں کو ساتھ اس امر کے ختم غدیر مین۔ پس کون شخص تم مین سے میرے حصہ کی برابری کر سکتا ہے اور میرے اسلام کی اور میری سبقت کی۔ اور میرے قربت کی رسول خدام سے۔ پس عذاب ہے بعد اسکے پھر عذاب ہے بعد اسکے پھر عذاب ہے واسطے اوس شخص کے کہ ملاقات کرے اللہ سے کل کے دن (یعنی روز قیامت) میرے ظلم کے ساتھ (یعنی بن لوگوں نے دنیا میں مجھ پر ظلم کیا ہے) ان لوگوں پر قیامت مین عذاب ہے واسطے اوس شخص کے کہ جو میری اطاعت سے انکار کر لیا جو اور میری شکست کا خواہاں ہو۔ اور عذاب ہے واسطے اوس شخص کے کہ شقاوت مین مبتلا ہوئے ہے بسبب حماقت کے۔ ارادہ کرتا ہے عداوت کا بنیر اسکے کہ مین نے کچھ کیا ہو از قوا صلب الاسیاف۔

ادبیز اسی کتا فوائج کے حصہ ۲۰۹ مین بعد تمام ہونے ان اشعار کے اور انکی شرح میر حسن میبذری کی یہ عبارت ہے در یعنی علی ابن احمد واحدی از ابوہریرہ روایت کند کہ مرتضیٰ ابن ابیات در حضور ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر و فضل ابن عباس و عمار و عبد الرحمن و ابوز و مقداد و سلمان و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرمود۔ انتہی بقدر الحاجت۔

(۹) اشعار کیت ابن زید اسدی کہ جو سبط ابن الجوزی نے کتا تہ کرہ خواص اللہ

میں بعد اشعار قبیس بن سعد بن عبادہ انصار:-

کتاب مستطاب قوامب الاسیاف کے صوم ۵۹۳ ہے محل اسے ہیں۔
 ترجمہ۔ دور گردیا ہے تیری اکھ سے بخوابی نے سو نیکو۔ اور آن دونوں آنکھوں نے آنسو
 بہتے ہیں۔ نزدیک عمان کے شفاعت کیا ویلی ساتھ آیات قرآن کے۔ اس سبب سے کہ ہمارا
 واسطہ ابوہن شفیع بن زیاد کر تو درختوں کے دن کو کہ وہ درخت صدر خرم کے تھے۔ ظاہر کہ وہ جناب
 رسول خدا ص نے واسطہ انھیں ابوہن عس کے ولایت کو کائنات کی اطاعت کی جاتی۔ ولکن لوگوں کی
 اس پسین حزیلہ و فروخت کی اسی ولایت کی پس نہیں دیکھا ہے میں نے مثل اسی ولایت کے کسی چیز
 عالی کو کہ بیع کیا گیا ہو۔ اور واسطہ ان اشعار کے ایک فقہ عجیب ہے سبط بن جوزی کہتے ہیں کہ
 بیان کیا ہم سے ہمارے شیخ عروس مانی موسلی نے کہ ایک شخص نے اشعار کو پڑھا اور فکر کمال
 میں سو گیا۔ پس اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ اپنے اس سے کہا کہ میرے پر
 آیات کحمت پھر دینا رہ پڑھ۔ پس اس شخص نے آپ کے سامنے اشعار پڑھے یہاں تک کہ مفضل
 مدیعا، تک پہنچا۔ پس حضرت علی نے اپنے قول سے ایک شعر اور زیادہ کر کے پڑھا کہ اسکا ترجمہ یہ ہے۔
 ترجمہ۔ پس نہیں دیکھا ہے میں نے مثل اوسدن کے کوئی دن۔ اور نہیں دیکھا ہے میں نے
 مثل اسکے کوئی حق نہ کیا گیا ہو، پس چونکہ اوٹھا وہ شخص دراکمالیکہ خوفناک تھا۔
 پانچویں رائے جناب حسین علیہم السلام کی

(۱) تاریخ الخطباء ص ۱۹۰ جناب امام حسن فرماتے ہیں کہ ہم اہلبیت بنوی میں نبوت اور
 خلافت جمع ہوتی نہیں دیکھتے ہیں کیونکہ باب ہمارے سزا دیتے مگر بعض کیا خلافت پر ایک کھینے
 (۲) روایت چکر لہر وفات جناب رسول خدا کے جبکہ خلافت اجماعی حضرت ابوبکر پر منتقل
 کی تو کیونکہ وہ جناب رسول خدا کے منبر پر بیٹھ پڑے تھے کہ حسین علیہم السلام تشریف لائے
 کہ ایک اور دو چار سے دھوکے میں ہے۔ چنانچہ اسکو تہجد اور عزیمت واجب ہے چنانچہ تحفہ کے طعن
 میں خاص طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وہ نہ لے کر لائے تھے رسول خدا اور رسول خدا علیہ

بخرا اند امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم گفتند کہ دریا با بکر انزل عن منبر حضرت
اور ابن عمر نے صواعقِ محرقہ میں لکھا ہے ”یعنی تحقیق آئے حسنؑ طرف ابو بکر کے جسوت
کہ وہ منبر پر تھے پس کہا اوٹھو نے کہ اوتر میرے باپ کی جگہ سے، پس کہا ابو بکر نے کہ
سچ کہاتے۔ قسم ہے خدا کی تحقیق وہ سرائینہ جگہ سے تھا اسے باپ کی۔ اور نہیں ہے جگہ
میرے باپ کی۔ اور نیز یہ روایت تاریخ الخلفاء اور کثر العمال میں بھی مذکور ہے۔

اور تہذیب العمال میں منقول ہے یعنی کہ راوی کہتا ہے وہ بات کہی مجھ سے حسین ابن علیؑ
نے فرمایا کہ کیا میں عمر کے پاس جسوت کہ وہ منبر پر تھے۔ پس چڑھ گیا میں اون تک
اور کہا میں نے اوتر میرے باپ کے منبر سے اور راستہ پکڑ و طرف منبر پہنچے باپ کے۔
پس کہا عمر نے کہ نہیں ہے واسطے میرے باپ کے کوئی منبر۔ اور لے لیا مجھ کو اپنی گود میں اور
بٹایا مجھ کو اپنے ساتھ۔ پس کرتا تھا میں اللہ لٹ لنگریوں کو اپنے ہاتھ میں۔ پس ہر گاہ
کہ اوتر سے وہ چلے میرے ساتھ میرے گھر تک اور کہا کہ کسے سکھایا ہے تم کو پس کیا میں نے
قسم خدا کی نہیں سکھائی وہ بات مجھ کو کسی نے، یہ روایت بھی صواعقِ محرقہ میں
دفع ہے۔

شاہ عبدالعزیز نے جو اس طعن کے متخفین یہ کہا ہے کہ ”حنین علیہم السلام
سے مغربی کی وجہ سے حرکت ہوئی جو قابل اعتبار اور حجت کے نہیں ہے،
مگر وہ حقیقت یہ قول لفظ غلط اور دھوکہ دہی کی غرض سے ہے اس لئے کہ اکثر روایت
اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ حضرات مغربی میں بھی عاتل و عالم تھے چنانچہ
صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے مروی ہے مدینہ یعنی با حسن ابن علیؑ نے ایک جھوٹا
صدقہ لکھی چھوڑ دی تھیں سے اور رکھ لیا اپنے منوٹھ میں اور پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کن
یا کہ وہ ہنسیک میں اوسکو۔ پھر فرمایا کہ کیا نہیں جانتے تم کہ ہم نہیں کہاتے میں صدقہ
شیخ عبدالحق شریع مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ ظاہر اشعار اس عبارت کا یہ ہے کہ امام

کو سابق سے علم اس حکم کا تھا اور بعد نہیں ہے اس واسطے کہ وہ صغیر عاقل تھا اور تحقیقہ عمل کیا اور ولولہ جلیل ہے احادیث رسول اللہ کو صفر سن میں اور تھوڑے روز رسول میں آٹھ برس کئے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام حسن اگر جاننے تھے کہ صدق کھانا اونکو حرام ہے تو پھر وعظ و نصیحت سے کہیں کیوں رکھ لیا تھا؟ ایسا شبہ یوں رفع تو ہوا کہ جناب امام حسن عالم میں ملکہ تھے لیکن آپ کو اس وقت یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ چھوڑ دینے کے ہیں۔ انتہی۔

اور صاحب کتاب بفضل جہد فی معرفتہ ائمہ نے حال جناب امام حسن میں کہا ہے، یعنی کہ کہا بعض اہل علم نے علوم الہیہ کو نہیں توقف کر تو حین اور بیکراڑ دوس کو اور نہیں زیادتی کر تو میں دن و نیکو گوشت اور اس چیز کے کہ تکمیل،، اس واسطے کہ تحقیق وہ خطاب کر یو لو میں اپنے اسرار و عین اور بات پیدا کر نیکو لو میں جو نفس میں پس بلند ہو اعلیٰ عرفان اونکا اور علوم اونکو دوس میں اور اک سو اور چھوڑ سے۔ اور جو کوئی ارادہ کرے اونکو چھپا نہ کیا ایسا نہ ہو گا جیسے کہ کوئی ارادہ کرے چھپا کرے وہ خود تیرید کرے اور پس جہت سے ہے کہ وہ چپ ہو گیا ہے، بہت نابت ہے مقرر نفس میں پس وہ دیکھتے ہیں عالم کو

کو عالم ظاہر میں اور واقف ہوئی میں اور چھپائی معارف کے خلوتوں عبادت میں۔ اور شکار کر دیتی ہیں روشن فکر میں انکی اوقات اوکاراؤ کو میں ماورای سبب نام کہہ گیا ہے الخابو اترا ترف اور سادات کا، اور حاصل کیا اور عین نے ساتھ صدق تو جہ اپنے کو خلاف پس کوہ نہیں بہر قیام سکونت ہوا کی خواہ اور ارادہ پس وہ میں جیسے کہ میں نفوس اولیا الہیہ میں اور دوستوں پس میں۔ اور زیادہ میں ایسے نہیں زیادہ ہوتے ہیں مکار اونکو زمانہ شیخوخت کو اور زمانہ ولادت کو، انتہی۔

اور نیز یاد کرنا چاہیے حضرت علی رضی اللہ عنہ و خطبہ جو کتابت حدیث لکھا ہے، یعنی کہ آگاہ ہوا کہ جو کہ میری خدمت میں نہ ہو گا میں اور میرا نہیں پاکی برگزیدہ میں وہ کہ میں میں سب دوستوں کو شکر بردار ہوں میں اور جب میری خدمت میں تو سب پر علم اور اہم میں اندر ہم کہیت میں کہ جسکی تعلیم علم خدا ہوئی ہے، پس کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ زمانہ اونکا ایسا تھا کہ وہ کسی امر کی حقیقت یا کسی واقعہ کی ماہیت سمجھنے

کی قابلیت نہیں رکھتے تھے۔ احسن قریح کسی لہر کا امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ استغفر اللہ۔ میں بہ ضرور قبول کرتا ہوں کہ احسنین علیہم السلام نے حقیقت یقیناً کو مرتبہ اوتار لیا تھا اور تو وہ بھی انسانی نوعیت سے درجہ بلایع کو نہیں پہنچے تھے لیکن ان کی حالت ایسی تھی کہ وہ بھی یہ سوچو رانا تکلیف دہ بھی معصوم یا محفوظ عن الخطا تھے جس سے میری یہ عرض ہے کہ ان کا رانا نہ ملک اور نہ مکلف شرعی ہونیکا معصوم یا محفوظ عن الخطا و سہ کی وجہ سے مساوی تھا۔

(۳) درجہ القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبدالحی محمد دہلوی مذکور است کہ وہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے برادر خود قبل مرگ وصیت کروا کر اپنی امید و روزہ آنحضرت ۲۴ ازوفن من مانع شونہ چنانکہ امام علی را ازوفن وے مانع شدہ بودیم در اینصورت مراہزبت البقیع وفن کنی۔

فہرست کتب و فقرہ شیعہ، بازار بند سی۔ ضلع سارن

جوار لعن۔ یہ شیعوں کا تہذیبی و علمی مرکز تھا اور سارن و جوار میں کاتبیہ جو اہل سنت کی معتبر کتابوں کے بیچوں کو کلام تحفہ نام کیا گیا ہے اور فقرہ دہلی و علی علیہ السلام نے اس کا تہذیبی و علمی مرکز بنایا اور حضرت محمد مصطفیٰ و رسول اللہ کے تبرکات کا پتہ بتایا گیا ہے اگر ملانہ و رانے کا دل چاہی تو فقرہ شیعہ۔ یا۔ صہ نامہ محمدی کی کتاب قرأتیہ ش۔ محلہ جامع مسجد۔ مراد آباد سے طلب فرمائیو سارن سے تین۔ یا۔ کارنامہ شیعہ اور دینت معراج و سارن لہوف۔ آنحضرت عباسی علیہ السلام کی کتاب لہوف اور سید بن طاووس کا ذکر بار بار شاکر حسین لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ لہوف کی کتاب اور سید بن طاووس کو کون کون رنگ میں یہ کتاب عربی میں ہے اور معائن بہت مستند ہے اور روایتیں اس کی صحیح ہیں اور یہ بزرگ شیعوں کی کتاب ہے جو علم اور تہذیب میں آردو میں مجید لہوف کا اگر دیکھنا ہو تو فقرہ شیعہ سے آخر آثار و انکی ہار میں نکال لیجئے اور اگر مصنف کو خانہ و جلا قدر کمال ماننے کا اشتیاق ہو تو سارن کا ملک بھیج کر یہ شیعہ کے جلد ان کے لکھنے کے اسکے خطا آپکو اور مضامین کے بھی لطف حاصل ہو گا اور اگر سالہ شیعہ کو خریدار ہو جائے تو مختلف مذاق کا کام کی چیز (بھی) آپکو برابر ملتی رہے گا جس کا اس طرف میں اس طرح سے انتظام کیا گیا ہے۔

